ابنِ صفی

جلد نمبر
10

جاسوسی دنیا

30- مونچھ مونڈنے والی

31- گیتوں کے دھماکے

32- سیاہ پوش لٹیرا

جاسوسی دنیا

جلد نمبر 10

30	مونچھ مونڈنے والی
31	گیتوں کے دھماکے
32	سیاہ پوش لٹیرا

ابنِ صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر..........خالد سلطان
پرنٹر............ہاشم انٹرپرائزز

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 30

مونچھ مونڈنے والی

(مکمل ناول)

پیشرس

عظیم مصنف ابن صفی نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا کہ صرف ان ہی کا قلم ان کے قائم کئے ریکارڈ توڑ سکتا ہے۔ انہوں نے یہ بات منوائی کہ اردو ادب میں ایک نئی تاریخ کا اضافہ کرنے والا قلم اپنے اندر وہ شگفتگی اور شادابی رکھتا ہے جسے دیکھ کر گل و لالہ کی رعنائی شرما جاتی ہے۔ اس کے اندر بے پناہ طاقت ہے کہ کبھی وہ رومان کے سمن زاروں کی لوریاں سناتا ہے۔ کبھی دیوار قہقہہ کی چلتی پھرتی صورتیں لاتا ہے کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں۔ کبھی استعجاب کا سمندر ہے۔ کبھی پیچیدہ، پُر اسرار، سنسنی خیز واقعات کے حسین طلسم کی فسوں کاری ابن صفی کے اسی کمال نے انہیں لاکھوں انسانوں کا محبوب مصنف بنا دیا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اردو میں کسی مصنف کو اپنی زندگی میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی جو ابن صفی کو حاصل ہے۔

پبلشر

تفریح

ستمبر کی ایک اداس شام تھی۔

سرجنٹ حمید کی اکتاہٹیں اپنی انتہائی منزلیں طے کر رہی تھیں۔ صبح سے وہ منہ باندھے گھر ہی پر پڑا رہا تھا نہ کوئی تفریح تھی اور نہ دلچسپی! فریدی پر آج کل مطالعے کا بھوت سوار تھا لہٰذا وہ ہر وقت لائبریری ہی میں پڑا رہتا تھا۔ حکم تھا کہ اس سے کوئی غیر ضروری بات نہ کی جائے۔

مسٹر کیو والے کیس سے فرصت پاکر اُس نے تین ماہ کی چھٹی لے لی تھی، جو اس شرط پر ملی تھی کہ ضرورت پڑنے پر اُسے طلب بھی کیا جاسکتا ہے۔ جب اُس نے چھٹی کی درخواست دی تھی تو حمید نے کافی دیر تک بغلیں بجائی تھیں کیونکہ اسے توقع تھی کہ یہ چھٹیاں زیادہ تر تفریحات ہی میں گزریں گی لیکن جب فریدی نے لائبریری کی راہ لی تو اس کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔

ممکن ہے کہ وہ شام دوسروں کے لئے حسین رہی ہو۔ لیکن حمید کو تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے جلو میں کفن اور کافور کی ٹھنڈک لئے ہوئے آئی ہو۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اُسے رنگین کس طرح بنائے۔ فلموں سے تو اس کی طبیعت ہی اچاٹ ہو گئی تھی۔ وہی گھسے پٹے پلاٹ۔ وہی پرانی ریں ریں ٹیں ٹیں۔ ایک لڑکی اور لڑکا جن کا ایک دوسرے پر عاشق ہو کر شادی کے لئے ادھار کھانا ضروری۔ لڑکے یا لڑکی کے والدین کی ناراضگی برحق۔

ایک عدد ویلین کی خرمستیاں یا مست خریاں لازمی۔ ایک بے ہنگم سے اور چغد قسم کے کومیڈین کی موجودگی لازمی۔ اس پر سے غزلوں اور گیتوں کے ردے ولادت اور رحلت پر ہیروئن کی غزلیں، جو عموماً سیاہ لباس اور گلیسرین کے آنسوؤں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ قصاب کی چھری سے

کم نہیں۔ دیکھو تو دیکھو ورنہ ٹکٹ کے داموں سمیت جہنم میں جاؤ۔

رہ گئے ہالی ووڈ کے فلم تو ان کا کیا پوچھنا۔ ٹانگوں کے علاوہ اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ پلاٹ ٹانگیں! سینریو! ٹانگیں! اسکرین پلے ٹانگیں، مقصد بھی ٹانگیں ہی اور نتیجے کے طور پر صرف یکے ٹانگے والوں کی چاندی اور شریف قسم کے طالب علم اپنی مدد آپ کرنے کے صلے میں پیتل کی طرح زرد۔

حمید نے جھنجھلا کر صبح کے اخبار الٹنے شروع کر دیئے۔ اسے توقع تھی کہ شہر میں کہیں نہ کہیں کوئی تفریحی پروگرام ضرور ہوگا۔ آخر کار ایک اخبار کے مقامی خبروں کے کالموں میں ہوٹل ڈی فرانس کے تفریحی پروگرام پر نظر پڑ گئی۔ حمید نے اطمینان کا سانس لیا۔

اور پھر جب وہ تیار ہو کر نکلا تو برآمدے میں فریدی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

"کیوں؟ کہاں....!" فریدی نے اسے نیچے سے اوپر تک گھورتے ہوئے پوچھا، وہ ایک نیچی سی آرام کرسی پر نیم دراز کسی کتاب کے مطالعے میں غرق تھا۔ بائیں طرف ایک پائی تھی جس پر زرد کور کا ٹیبل لیمپ روشن تھا۔ حمید بھنا کر پلٹ پڑا۔

"میں نے آپ کو سینکڑوں بار سمجھادیا کہ ٹوکا مت کیجئے۔"

"شامت آئی ہے۔" فریدی نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی۔

"جی نہیں جارہی ہے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ فریدی اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر کتاب اٹھا کر دوبارہ اس پر نظریں جمادیں۔

پہلے حمید نے سوچا تھا کہ باہر نکل کر کیڈی لاک نکالے گا۔ لیکن اب وہ پیدل ہی جارہا تھا۔ جھنجھلاہٹ کچھ اور بڑھ گئی تھی اور اسی جھنجھلاہٹ کے تحت وہ سوچ رہا تھا کہ اب فریدی ناقابل برداشت حد تک خشک ہو گیا تھا اور کم از کم اب وہ تو اس کے ساتھ کسی طرح رہ نہیں سکتا اور کیا آپ کو اپنا پتھریلا پن مبارک آخر آپ دوسروں کی جان کو کیوں آجاتے ہیں۔ گھسے رہیے لائبریری میں کون منع کرتا ہے۔ لیکن دوسروں کو تو زندہ رہنے دیجئے۔

ہوٹل ڈی فرانس کی رقص گاہ ہمیشہ کی طرح آج بھی پر رونق نظر آرہی تھی۔ رقص شروع ہونے میں ابھی دیر تھی۔ حمید نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں کہ شائد کوئی شناسا مل جائے۔ لیکن مایوسی ہی ہوئی۔

چوبی فرش کے دونوں طرف کی گیلریوں میں ابھی تک کچھ پچھلی میزیں خالی تھیں۔ حمید ایک اچھی سی جگہ تلاش کر کے بیٹھ گیا۔ وہ جگہ اچھی اس لئے تھی کہ قریب ہی کی میز پر ایک کافی حسین سی لڑکی ایک انتہائی بے ڈھنگے اور بدصورت آدمی کے ساتھ بیٹھی ہوئی غالباً شیری یا پورٹ پی رہی تھی۔

حمید کی آمد پر وہ لڑکی اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر دوبارہ اپنے گلاس کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔ حمید نے سوچا کہ اسے اپنی طرف پھر سے متوجہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کی دانست میں یہ اس کی کھلی ہوئی توہین تھی کہ کوئی ایک باراس کی طرف دیکھ کر دوبارہ نہ دیکھے....؟

میز پر مینو نہیں تھا۔ حمید نے ایک ویٹر کو اشارے سے بلایا۔

"آج کیا کیا ہے۔" اُس نے اس سے پوچھا۔

"سبھی کچھ صاحب۔ مٹن چاپ، برین چاپ، مٹن کٹلٹ...اسٹیک... میکرونی....پڈنگ۔"

"میں تم سے موسم کا حال نہیں پوچھ رہا ہوں۔" حمید بگڑ کر بلند آواز میں بولا۔ لڑکی چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگی اور ویٹر کچھ گھبرا گیا۔

"جی صاحب۔"

"میں پوچھتا ہوں تلے ہوئے چوزے ہوں گے۔" حمید نے بھنا کر کہا۔

"ہاں صاحب.... چکن روشڈ....!"

"رولڈ گولڈ....!" حمید نے تحیر آمیز سنجیدگی سے کہا۔ "کیا مسخرہ پن ہے۔"

"رولڈ گولڈ نہیں.... چکن روشڈ۔" ویٹر زور سے بولا۔

"تو لاؤ نا ایک پلیٹ جھک کیوں مار رہے ہو۔"

لڑکی اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگی اور وہ آہستہ سے بولا۔ "بہرا معلوم ہوتا ہے۔"

ویٹر چلا گیا۔ حمید کا مقصد حل ہوگیا تھا اس نے یہ حرکت محض اسی لئے کی تھی کہ لڑکی وقتاً فوقتاً اُس کی طرف دیکھتی رہے۔

آہستہ آہستہ خالی میزیں بھی بھرنی شروع ہوگئیں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر واپس آگیا۔

"پروگرام کس وقت سے شروع ہوگا۔" اس نے ویٹر سے پوچھا۔

"آٹھ بجے سے۔"

"آٹھ بجے ہیں۔" حمید بگڑ گیا۔ "آٹھ نہیں آٹھ ہزار ہوں تو مجھ سے کیا! میں وقت پوچھتا ہوں اور آپ بچوں کی تعداد بتاتے ہیں۔ کسی دیہات سے پکڑ کر آئے ہو کیا۔"

لڑکی پھر ہنسنے لگی اور ویٹر نے بُرا سا منہ بنایا۔

"آٹھ بجے صاحب! ایٹ کلاک شارٹ....!" ویٹر زور سے بولا۔

"تو ایسا بولو نا۔" حمید نے کہا اور پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ویٹر گردن جھٹک کر جا چکا تھا۔

"بہرا ہونا بھی عذاب ہی ہے۔ لڑکی اپنے ساتھی سے کہہ رہی تھی۔ کتنا خوش سلیقہ آدمی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس عیب نے اس کی شخصیت ہی برباد کر دی۔"

حمید سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔

لڑکی کے ساتھی نے کوئی دوسرا تذکرہ چھیڑ دیا۔ لڑکی بڑی دلکش تھی۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اس سے کس طرح جان پہچان پیدا کرے۔

"ذرا.... دیکھو! اُدھر....!" لڑکی اپنے ساتھی سے مضطربانہ انداز میں بولی۔

حمید سمجھا شائد اس بار بھی اشارہ اسی کی طرف ہوا ہے۔ لہٰذا وہ سر جھکائے ہوئے کنکھیوں سے اُن کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن اس کا خیال درست نہیں تھا۔ لڑکی کی نظریں کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے آدمی کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ وہ بھی اپنی میز پر تنہا ہی تھا۔ ظاہری حالت، سے معزز اور دولت مند معلوم ہوتا تھا۔ اگر چہرے پر بڑی بڑی اور گھنی مونچھیں نہ ہوتیں تو کچھ کم عمر معلوم ہوتا۔ آنکھیں بڑی اور پیشانی کشادہ تھی۔ وہ بھی کبھی کبھی کنکھیوں سے اس عجیب و غریب جوڑے کو دیکھ لیتا تھا۔

"میرے خیال میں یہ مونچھ بھی ہمارے پیمانے کے مطابق ہے۔" لڑکی نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"ہے تو....!" اس کا ساتھی بے دلی سے بولا۔ "لیکن اب مجھے اس مکھی مار کام سے دلچسپی نہیں رہ گئی۔"

"ہوش میں ہو یا نہیں۔" لڑکی اسے گھورنے لگی۔

اس کا ساتھی کچھ نہ بولا۔ لیکن اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار تھے۔

گفتگو بڑی عجیب تھی۔ حمید کو چونکنا پڑا لیکن وہ بدستور سر جھکائے ہوئے جوڑوں کو آہستہ

آہستہ ادھیڑنے میں مصروف رہا۔ البتہ اس کے کان انہیں دونوں کی طرف لگے ہوئے تھے۔

"تم جانتے ہو کہ مجھے غصہ بھی آسکتا ہے۔" لڑکی پھر بولی۔

"میں نے انکار تو نہیں کیا۔" اس کے ساتھی نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔ پھر وہ دوسری طرف منہ پھیر کر بیٹھ گیا اور وہ لڑکی اس بڑی مونچھوں والے کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ حمید کی دلچسپی بڑھ رہی تھی۔ اس نے گھنی مونچھوں والے کو مسکراتے دیکھا۔ لڑکی بھی بڑے میٹھے انداز میں مسکرا رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے ساتھی کو بھی اس طرح دیکھتی جارہی تھی جیسے وہ یہ سب کچھ اس کی نادانستگی میں کر رہی ہو۔ اس کے ساتھی نے اس کی طرف سے منہ پھیر رکھا تھا۔

جلد ہی بڑی مونچھوں والا بُری طرح بے چین نظر آنے لگا۔

حمید بیٹھا دیکھتا رہا۔ دفعتاً لڑکی کا ساتھی اس کی طرف مڑا اور لڑکی اپنے گلاس کی طرف متوجہ ہوگئی اور وہ بڑی مونچھوں والا بھی چونک کر اپنے سامنے رکھی ہوئی پلیٹوں پر جھک گیا۔

حمید سوچ رہا تھا کہ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا۔ صورت کچھ جانی پہچانی سی تھی۔ اس نے ذہن پر زور دیا لیکن یاد نہ آیا۔ بہر حال تھوڑی دیر بعد وہ اسے پہچاننے کی کوشش ترک کر کے موجودہ دلچسپ حالات کا جائزہ لینے لگا۔

"میں ذرا باتھ روم تک جاؤں گا۔" لڑکی کا ساتھی اٹھتا ہوا بولا۔

اس کے چلے جانے کے بعد دونوں میں اشارے کنائے ہونے لگے۔ اتنے میں رقص کے لئے موسیقی شروع ہوگئی۔ لڑکی نے چوبی فرش کی طرف اشارہ کیا۔ بڑی مونچھ والا مضطربانہ انداز میں اپنی کرسی سے اٹھ رہا تھا۔

پھر حمید نے ان دونوں کو رقص کرنے والوں کی بھیڑ میں گم ہوتے دیکھا۔ لڑکی کا ساتھی ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ یہ سب کچھ تو ہوا لیکن حمید محسوس کر رہا تھا کہ وہ بڑے گھاٹے میں رہا ہے کیونکہ اب ہال میں کوئی ایسی صورت نظر نہیں آرہی تھی جو عمدہ قسم کی ہمرقص ثابت ہوسکتی۔ مجبوراً اُسے ایک ایسی صورت کا انتخاب کرنا پڑا جو تیس یا پینتیس سے کم نہیں تھی۔

اس کی طبیعت کافی بیزار تھی، اس لئے وہ اپنی ہمرقص سے گفتگو کے مواقع ٹال رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس لڑکی اور بڑی مونچھ والے کے قریب پہنچ گیا۔

لڑکی اس سے کہہ رہی تھی۔

"آپ کے بازو! فولاد کی طرح سخت ہیں۔"

"اوہ! نہیں تو.....!" مونچھ والا بے ڈھنگے پن سے ہنسا۔

"آپ کی آنکھیں بہت حسین ہیں۔"

"آپ مجھے بنا رہی ہیں۔"

"نہیں میں سچ کہتی ہوں۔ اوہ کاش ہم رات بھر اسی طرح ناچتے رہیں۔"

"وہ آپ کے ساتھی کہاں گئے۔"

"کہیں بیٹھا پی رہا ہوگا اور پھر کتے کی طرح قے کرے گا۔" وہ نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر بولی۔

"آپ کے کوئی عزیز ہیں۔"

"ہاں.....!" ایک ایسا بد گوشت جسے آپریشن کے ذریعہ الگ کرانے میں بھی تکلیف ہوگی۔

"یعنی.....!"

"میرا شوہر ہے! خود کو انتہائی شریف ظاہر کر کے مجھ سے شادی کی۔ لیکن میرا دل ہی جانتا ہے۔ کئی کئی بوتلیں ایک ہی نشست میں صاف کر دیتا ہے..... یہی نہیں..... اب کیا بتاؤں۔"

"واقعی آپ کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔" بڑی مونچھ والے نے کہا اور پھر اس کے بعد وہ موجودہ سوشل نظام کی برائیوں سے متعلق رٹے رٹائے جملے دہرانے لگا۔

"اب وہ رات بھر غائب رہے گا۔ یہاں ڈھیر ساری چڑھا کر کمسن لڑکوں کی تلاش میں نکل جائے گا۔ سور کمینہ..... کتا.....!"

"ارے یہ بات بھی ہے۔" مونچھ والا ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "گولی مار دینے کے قابل ہے۔"

"اب آپ ہی بتایئے۔" لڑکی نے کہا۔ "اگر میں جھنجھلا کر اُس سے انتقام نہ لوں تو کیا کروں۔ عرصے تک شرافت کی زندگی بسر کرتی رہی۔ لیکن اب میں انتقام پر اتر آئی ہوں۔ پھر چاہے کوئی آوارہ سمجھے یا.....!"

"آپ قطعی حق بجانب ہیں۔" بڑی مونچھ والا جلدی سے بولا۔ "مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔"

"اُس راؤنڈ کے بعد ہم گھر چلیں گے۔" لڑکی نے کہا۔

"ضرور..... ضرور.....!" مونچھ والے کی آواز دردناک ہوگئی۔ "آپ جیسی حسین لڑکی

اور...اُف...یہ دنیا بڑی ظالم ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو اس سے نجات دلوا سکتا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔" لڑکی بولی۔ "چھاتی پر مونگ دلنے والا محاورہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔"

"اوہ اچھی طرح۔" مونچھ والے نے قہقہہ لگایا۔ "اچھا ہے ایسے آدمیوں کے ساتھ یہی برتاؤ ہونا چاہئے۔ آپ کی یہ اسپرٹ بڑی دقیع ہے جب تک ایسا نہ ہوگا آوارہ قسم کے شوہر راہِ راست پر نہ آئیں گے۔ ویسے کیا آپ کو یقین ہے کہ اُسے ہمارے مشاغل کا علم نہ ہوگا۔"

"قطعی نہیں! وہ شائد اب یہاں موجود بھی نہ ہو۔ دو ایک بوتلیں خرید کر کبھی کا چل دیا ہوگا۔"

حمید سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی اس کی جیب ضرور کاٹے گی۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ ان دونوں کا تعاقب ضرور کرے گا۔ اب اس نے ان کے قریب رہنا مناسب نہ سمجھا۔ دور سے بھی بہ آسانی ان پر نظر رکھ سکتا تھا۔

ادھر اس کی ہم رقص بڑی دیر سے اُسے گفتگو پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ بدستور بہرا بنا ہوا تھا۔

"آپ بہت اچھا ناچتے ہیں۔" ہم رقص بولی۔

جواب میں حمید نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کیطرف دیکھ کر کہا۔ "آٹھ بج کر دس منٹ!"

"کیا؟" ہم رقص حیرت سے بولی۔

"نہیں گھڑی ٹھیک چل رہی ہے۔" حمید نے معصومیت سے کہا۔

"شائد آپ اونچا سنتے ہیں۔" ہم رقص مسکرا کر بولی۔

"تین بھائی ہیں۔" حمید نے کہا اور وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"بھلا اس میں ہنسنے کی کیا بات۔" حمید بگڑ کر بولا۔

"میں نے یہ نہیں پوچھا تھا۔" اُس نے زور سے کہا۔

"پھر کیا کہا تھا....؟"

"میں نے کہا تھا کہ آپ بہت اچھا ناچتے ہیں۔"

"ناشتے کا وقت....!" حمید حیرت سے بولا۔ "بھلا یہ بھی کوئی ناشتے کا وقت ہے۔"

ہم رقص پھر ہنس پڑی۔

"کیا آپ بچپن ہی سے بہرے ہیں۔" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کہاں ٹھہرے ہیں؟ کون ٹھہرے ہیں؟" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھہرے نہیں بہرے۔" وہ جھنجھلا کر اُس کے کان میں چیخی۔

حمید اُسے گھورنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

"جی ہاں میں بہرہ ہوں۔ لیکن آپ کو اس طرح میرا مذاق اڑا کر دل نہ دکھانا چاہئے۔"

"میں نے مذاق کب اڑایا۔"

"خیر... اور بھی جو کچھ دل چاہے کہہ لیجئے۔ میں بڑا بد نصیب ہوں۔" حمید گلوگیر آواز میں بولا۔

"ارے.... آپ تو خواہ مخواہ....!" ہم رقص نے اُس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں واقعی بڑا بد نصیب ہوں۔" حمید بولا۔ "اسی عیب کی وجہ سے آج تک میری شادی نہ ہو سکی۔"

"شادی کریں گے آپ....؟" اس نے ہنس کر پوچھا۔

"جی ہاں! دادی کا انتقال ہو گیا۔" حمید نے رونی صورت بنا کر کہا۔ "بڑی نیک تھیں۔ بے چاری مجھے پیار سے چند ھڑ کہا کرتی تھیں جس کے معنی مجھے آج تک نہ معلوم ہو سکے۔"

ہم رقص بے تحاشہ ہنس پڑی۔

"آپ کو غم ناک تذکروں پر بھی ہنسی آتی ہے۔" حمید پھر بگڑ گیا۔

"آپ تو نہ جانیں کیا الٹا سیدھا سنتے ہیں۔" وہ بھی جھنجھلا گئی۔

"پھر کیا کہا تھا آپ نے....!"

"کچھ نہیں....!"

"کچھ تو کہا تھا۔ واہ یہ اچھی رہی۔ کیا خدا نے مجھے اس لئے بہرا کیا تھا کہ لوگ مجھے تنگ کریں۔"

"میں نے کہا تھا۔" وہ اس کے کان میں منہ لگا کر بولی۔ "آپ رقص گاہوں میں نہ آیا کریں۔"

"کیوں....؟"

"ورنہ کسی دن کوئی لڑکی آپ کی مرمت کر دے گی۔"

"محبت کر دے گی۔" حمید نے احمقوں کی طرح کہا۔ "میری ایسی قسمت کہاں۔"

"جہنم میں جاؤ۔" عورت بڑبڑائی۔

”نہیں پہلے آپ اپنا نام بتائیے۔ میں بعد کو بتاؤں گا۔“

”کس مصیبت میں پھنس گئی۔“ اُس نے آہستہ سے کہا۔

”خیر نہ بتائیے۔“ حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”میرے بد نصیب کان اس قابل ہی نہیں ہیں کہ آپ کا پیارا پیارا نام سن سکیں۔“

عورت نے جھلا کر ایک جھکولا لیا اور حمید کی گرفت سے نکل گئی۔

وہ آگے جا رہی تھی اور حمید اس کے پیچھے تھا۔ گیلری میں پہنچ کر وہ ایک کرسی پر گر گئی۔

”کیا ہوا۔ کیا بات ہے۔“ حمید گھبرائے ہوئے انداز میں اس پر جھکتا ہوا بولا۔

”پیچھا چھوڑو میرا۔“ اس نے بگڑ کر کہا۔

حمید اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا طبیعت خراب ہے۔“

”نہیں! نہیں! نہیں! میرا پیچھا چھوڑ دو۔“

”سیدھا توڑ دوں۔“ حمید نے حیرت سے کہا۔ ”کیا سیدھا توڑ دوں۔“

عورت نے جھلا کر اپنے دونوں ہاتھ پیشانی پر مار لئے۔

”سر توڑ دوں۔“ حمید کھسیانے انداز میں ہنس کر بولا۔ ”نہیں آپ مذاق کر رہی ہیں۔“

وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک حمید کو شعلہ بار آنکھوں سے دیکھتی رہی پھر اُس کے منہ سے اس طرح کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہو۔ ”جنگلی .... گنوار .... احمق....!“

وہ تیزی سے مڑی اور جب وہ دروازے سے باہر نکل رہی تھی تو حمید کے ہونٹوں پر عجیب قسم کی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے جیب سے پائپ نکالا اور کرسی کی پشت سے ٹک کر تمباکو بھرنے لگا۔

وہ دونوں رقص کر رہے تھے۔ حمید انہیں دیکھتا رہا۔ پائپ سلگا کر وہ پھر اٹھا اس کی نظریں دراصل اس لڑکی کے بدصورت ساتھی کو تلاش کر رہی تھیں، اس نے پورے ہوٹل کا گوشہ گوشہ چھان مارا لیکن وہ نہ ملا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ وہ اس کا شوہر تو کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

وہ پھر گیلری کی طرف لوٹ آیا۔

تھوڑی دیر بعد پہلا راؤنڈ ختم ہو گیا۔ دوسروں کے ساتھ وہ دونوں بھی گیلری میں لوٹ آئے۔ وہ اس میز پر تھے جس پر پہلے وہ لڑکی اور اس کا بد صورت ساتھی بیٹھے تھے۔

حمید کرسی کی پشت سے ٹکا ہوا پائپ پیتا رہا۔

"میں ذرا اسے دیکھ لوں۔" لڑکی اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کی عدم موجودگی میں بڑی مونچھ والا مضطربانہ انداز میں بار بار پہلو بدلتا رہا۔ کبھی انگلیوں سے میز کا کونہ کھٹکھٹاتا۔ کبھی دیا سلائی سے دانت کھتیر نے لگتا۔ اس کے دونوں پیر غیر ارادی طور پر ہل رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی واپس آ گئی۔

"چلیں....!" بڑی مونچھ والا بے چینی سے بولا۔

لڑکی کے سر کی خفیف سی جنبش کے ساتھ وہ اٹھ گیا۔

حمید انہیں باہر جاتے دیکھتا رہا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے گزرے وہ بھی پائپ کی جلی ہوئی تمبا کو جھاڑ کر کھڑا ہو گیا۔ باہر کئی ٹیکسیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں انھیں سے ایک پر بیٹھ گئے۔

حمید بھی ایک دوسری پر بیٹھتا ہوا ڈرائیور سے آہستہ سے بولا۔ "اس ٹیکسی کا تعاقب کرنا ہے.... لیکن ذرا فاصلے سے.... پولیس....!"

ٹیکسی چل پڑی۔

مونچھ مونڈنے والی

رات تاریک تھی۔

دونوں ٹیکسیاں شہر کے مشرقی سرے کی آبادی کی طرف جا رہی تھیں۔ باٹم روڈ کے چوراہے پر پہنچ کر اگلی ٹیکسی داہنی طرف مڑ گئی۔ دور تک دو منزلہ عمارات کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

اگلی ٹیکسی کچھ دور چلنے کے بعد ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔ سڑک پر اندھیرا تھا۔ حمید نے بھی اپنی ٹیکسی کافی فاصلے پر رکوائی اور پھر جب اگلی ٹیکسی واپسی کے لئے مڑ رہی تھی تو سرجنٹ حمید اس سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔

ان دونوں نے پائیں باغ کا پھاٹک بند نہیں کیا تھا۔ اس لئے حمید کو اندر داخل ہونے میں کوئی دشواری نہ ہوئی۔ حالانکہ عمارت کے برآمدے کا بلب روشن تھا لیکن مہندی کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے حمید روشنی کی زد سے باہر تھا۔ اس نے یہ سب کچھ تو کرلیا تھا لیکن اب سوچ رہا تھا کہ اگلا قدم کیا ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ وہ عمارت کے اندر تو گھس نہیں سکتا تھا۔

بہر حال وہ اسی پر غور کرتا ہوا آہستہ آہستہ عمارت کے داہنے بازو کی طرف رینگ رہا تھا۔ دفعتاً کسی کمرے میں روشنی ہوئی اور کھڑکیوں کے شیشوں کے چمکدار عکس اندھیرے کے سینے پر جم گئے۔ حمید کا دل دھڑکنے لگا۔ شاید وہ اسی کمرے میں تھے۔

دوسرے لمحے میں حمید کھڑکی کے شیشے سے کمرے کے اندر جھانک رہا تھا۔

لڑکی ایک آرام کرسی پر نیم دراز سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لیتی ہوئی ادھ کھلی آنکھوں سے مونچھ والے کیطرف دیکھ رہی تھی اور وہ اس کے سامنے کھڑا صحیح معنوں میں بغلیں جھانک رہا تھا۔

لڑکی نے مسکرا کر کچھ کہا اور وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ حمید تک لڑکی کی آواز نہیں پہنچی کیونکہ کھڑکی بند تھی۔ پھر اس نے لڑکی کو مونچھ والے کے قریب جاتے ہوئے دیکھا.... اور پھر وہ دونوں اتنے قریب ہوگئے کہ دونوں کے جسم ایک دوسرے کو چھونے لگے۔ مونچھ والے کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ لڑکی کے شانوں پر رکھ دیئے اور احمقوں کی طرح مسکرانے لگا۔ دفعتاً سامنے والے دروازے سے ان پر ایک تیز قسم کی روشنی پڑی اور مونچھ والا اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ دروازے میں لڑکی کا بدصورت ساتھی کھڑا اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اور اس کے گلے میں ایک فلیش کیمرہ لٹک رہا تھا۔

اس نے کیمرہ اتار کر ایک طرف ڈال دیا اور بڑی مونچھ والے پر ٹوٹ پڑا۔

کچھ دیر بعد لڑکی اور اس کا ساتھی اسے ایک کرسی سے باندھ رہے تھے۔ شائد اب مونچھ والے میں جدوجہد کی سکت نہیں رہ گئی تھی۔

اسے کرسی میں اچھی طرح جکڑ دینے کے بعد لڑکی نے ایک میز کی دراز سے استرا نکالا۔ لڑکی کا ساتھی مونچھ والے کا سر اپنی گرفت میں جکڑے ہوئے تھا.... اور پھر دوسرے لمحے میں لڑکی سے جو حرکت سرزد ہوئی اس نے حمید کی آنکھوں کو اپنے حلقوں سے نکلنے پر مجبور کردیا تھا۔ وہ اس کی مونچھ مونڈ رہی تھی۔

ادھر اچانک ایک جھلائے ہوئے کتے نے غرا کر حمید کی ٹانگ پکڑلی۔ حمید بے تحاشہ اچھلا۔ ٹانگ تو اُس کی گرفت سے نکل گئی لیکن وہ خود ایک کیاری میں جاپڑا۔ کتا دوبارہ اس پر جھپٹا اور اٹھتے اٹھتے اس نے اس کے کوٹ کا دامن پکڑلیا۔ حمید نے دو تین گھونسے جھاڑ دیئے۔ لیکن کتا بھی کم نہیں تھا۔ اس بار اس نے اس کے ہاتھ پر منہ مارا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ حمید بے تحاشہ بھاگ رہا تھا اور وہ اس کے پیچھے تھا۔ لڑکی شائد برآمدے میں کھڑی ہوئی اُسے آوازیں دے رہی تھی۔

سڑک پر پہنچتے پہنچتے بُری حالت ہو گئی۔ کتا تھا کہ برابر تعاقب کئے جارہا تھا۔ اس کی غراہٹ کے ساتھ ہی ساتھ حمید کسی کے پیروں کی تیز آواز بھی سن رہا تھا۔ کتے کے پیچھے بھی شائد کوئی دوڑ رہا تھا۔ حمید نے سوچا کہ اب معاملہ گڑبڑ ہے۔ اگر وہ لڑکی کا ساتھی ہوا تو اسے فوراً ہی پہچان لے گا۔ پیچھے دوڑنے والے نے کتے کو آوازیں دینی شروع کردیں تھیں۔ پھر حمید نے محسوس کیا کہ کتے کا جوش بھی کچھ کم ہوتا جارہا ہے۔ شاید کتے کے مالک نے کتے کو پکڑلیا تھا۔

"ٹھہر جاؤ۔" اس نے شاید حمید کو آواز دی۔

اب حمید نے بھاگنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر کسی شبے کے تحت اس نے کتے کو دوبارہ چھوڑ دیا تو مصیبت ہی آجائے گی۔ وہ رک گیا۔

آنے والا کتے کا پٹہ پکڑے ہوئے اس کے ساتھ قریب قریب گھسٹتا ہوا آرہا تھا۔ کتے کے منہ سے ابھی تک ہلکی ہلکی غراہٹ نکل رہی تھی۔ سڑک پر اندھیرا تھا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اگر وہ لڑکی کا ساتھی ہے اور اسکے پاس اتفاق سے ٹارچ نہ ہوئی تو پہچان لئے جانے کا امکان نہیں رہ جاتا۔

"تم کون ہو؟" آنے والے نے کڑک کر پوچھا۔

"پہلے اپنا لہجہ درست کرو۔" حمید بھنا کر بولا۔

"اوہ....!" وہ یک لخت نرم پڑ گیا۔ "لیکن آپ کمپاؤنڈ میں کیوں داخل ہوئے تھے۔"

"نعیم صاحب سے ملنا تھا۔" حمید نے کہا۔

"کون نعیم صاحب۔"

"اوہ تو کیا.... وہ کوٹھی نمبر چوراسی نہیں تھی۔"

"جی نہیں.... قطعی نہیں! وہ تو.... اس کا نمبر پینتالیس ہے۔"

"تب تو یقیناً مجھ سے غلطی ہوئی۔" حمید نے کہا۔ "جیسے ہی کمپاؤنڈ میں داخل ہوا یہ مصیبت

آگئی۔اب تو کپڑے بھی اس قابل نہیں رہ گئے کہ اس وقت نمبر چوراسی تک پہنچ سکوں۔"

"کیا آپ ادھر پہلے کبھی نہیں آئے۔"اس کے لہجے میں شبہ جھلک رہا تھا۔

"جی نہیں!اس شہر میں شائد تیسری بار آیا ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر ندامت آمیز لہجے میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے۔ویسے میرے لائق کوئی خدمت.....!"

"جی نہیں شکریہ۔"حمید کے لہجے میں تلخی تھی۔

وہ تیزی سے واپسی کے لئے مڑا۔

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ کتے والا بھی واپس جارہا ہے۔

اس کے ذہن میں بیک وقت کئی خیال گونج رہے تھے۔ آخر یہ سب کیا تھا۔انہوں نے اس کی مونچھ کیوں صاف کردی۔اس آدمی کو دیکھتے ہی لڑکی نے اس کی مونچھ کے متعلق گفتگو کی تھی؟ تو کیا وہ اسے اسی لئے پھنسا کر لائی تھی کہ اس کی مونچھ صاف کردی جائے اور وہ کیمرہ..... غالباً اس کے ساتھی نے ان دونوں کی تصویر لے کر مونچھ والے کو بلیک میل کرنے کی دھمکی دی تھی تاکہ وہ پولیس کو اس واقعے کی اطلاع نہ دے سکے۔ حمید اب بھی سوچ رہا تھا کہ وہ اس سے پہلے بھی اسے کہیں دیکھ چکا ہے۔

ان خیالات کے ساتھ ہی ایک دوسرا خیال بھی اسے بے چین کئے ہوئے تھا۔وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس حالت میں فریدی سے مڈبھیڑ ہوگئی تو اس کی پوزیشن کیا ہوگی؟ کیا وہ اسے پیش آئے ہوئے واقعات کی صداقت باور کراسکے گا۔

وہ چلتا رہا۔وہ ایسے راستوں سے گزرنے کی کوشش کررہا تھا جن پر زیادہ بھیڑ بھاڑ نہ ہو۔شہر میں داخل ہوکر وہ زیادہ تر تاریک گلیوں میں گھستا رہا۔کپڑوں کی حالت اتنی ابتر تھی کہ اسے روشنی میں آتے ہوئے شرم محسوس ہورہی تھی۔

گھر پہنچ کر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔یعنی فریدی کا سامنا ہوگیا۔وہ ابھی تک برآمدے میں بیٹھا کتاب چاٹ رہا تھا۔ حمید کو اس حالت میں دیکھ کر بے اختیار مسکرا پڑا۔

"کسی لڑکی کے باپ یا عاشق کا کارنامہ.....!"اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور پھر کتاب پر نظریں جمادیں۔

"چلئے یہی سہی۔" حمید نے بھنا کر کہا اور اندر جانے لگا۔

"ٹھہرو.... ذرا قریب آؤ۔" فریدی کی معنی خیز نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ آہستہ سے بولا۔ "میں نے اندازہ لگانے میں جلدی کی تھی۔ غالباً وہ لڑکی کے باپ یا عاشق کا کتا تھا.... یقیناً کتا ہی تھا کیوں؟ اور تم کئی جگہ گرے بھی ہو۔ اوہ غالباً کسی کیاری میں۔ گیلی مٹی اور پتیوں کے رگڑ کے نشانات.... کیا کسی کھڑکی پر بھی چڑھنے کی کوشش کی تھی۔ نہیں برخوردار تم جھوٹ نہیں بول سکو گے۔ کیونکہ کھڑکی کی سلاخوں پر شائد حال ہی میں کتھئی رنگ پھیرا گیا ہے جو گیلا تھا۔ سفید کوٹ پر تین لمبی لمبی براؤن دھاریاں جن کے فاصلے برابر ہیں.... یہی بتاتی ہیں۔"

"اور بھی کچھ بتاتی ہیں....!" حمید دانت پیس کر بولا۔

"ہاں.... آں.... ذرا اور روشنی میں آؤ.... بیٹھ جاؤ.... ٹھیک۔"

فریدی نے الیکٹرک لیمپ کا شیڈ اتار دیا اور تیز قسم کی روشنی میں حمید پہلے سے بھی زیادہ مضحکہ خیز لگنے لگا۔ فریدی آگے جھک کر کچھ دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر حمید کو گھورنے لگا۔

"تو اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔" اس نے کہا۔

"میں نہیں پوچھوں گا کہ آپ کس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔" حمید جل کر بولا۔

"نہ پوچھنا ہی اچھا ہے۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن میں بغیر پوچھے ہی بتاؤں گا۔ وہ کوئی معمر عورت تھی۔ چھی چھی۔ لاحول ولا قوۃ۔"

"کیا!" حمید بے ساختہ اچھل پڑا۔ آخر فریدی کو اس کا علم کیسے ہوا۔ کیا وہ معمر عورتوں کی بو سونگھ سکتا ہے۔ اسے اپنی ہم رقص یاد آگئی جسے اس نے الو بنایا تھا۔ وہ چند لمحے فریدی کو حیرت سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "نہیں یہ جھوٹ ہے۔"

"بکتے ہو۔" فریدی نے خود اعتمادی سے کہا اور کتاب پر نظریں جما دیں۔

"آخر بتایئے نا! آپ کو کیسے معلوم ہوا۔"

فریدی نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی۔ چند لمحے شرارت آمیز نظروں سے حمید کی طرف دیکھنے کے بعد آگے کی طرف جھک کر اُس کے کوٹ کے اوپری بٹن پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ لمبے لمبے بال اپنی چٹکی میں دبائے ہوئے تھا۔

"یہ سفیدی مائل بال.... کیا تم کوئی بالدار جانور ہو کہ اس قسم کے بال تمہارے کوٹ کے بٹن میں الجھے ہوئے پائے جائیں۔"

حمید جھینپ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ بال اسی وقت الجھے ہوں گے جب اس کی ہمرقص تڑپ کر اس کی گرفت سے نکلی تھی۔

"میں نے ضرورتاً ایسا کیا تھا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے ساری باتیں ضرورتاً ہی تو ہوتی ہیں۔ جب لڑکیاں لفٹ دینا چھوڑ دیتی ہیں تو....!"

"آپ غلط سمجھے۔" حمید جلدی سے بولا۔

"کیا میں کچھ کہہ رہا ہوں۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ اس نے متبنّٰی کرنے کے خیال سے تمہیں آزمائشی طور پر استعمال کیا ہو۔"

"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔"

"واقعی یہ بہت بُری بات ہے کہ تم جیسے سنجیدہ آدمی کا مذاق اڑایا جائے۔" فریدی غم ناک لہجے میں بولا۔ "بہرحال نتیجہ کیا نکلا۔ متبنّٰی کرے گی یا نہیں۔"

"اگر آپ سنجیدگی سے نہیں سننا چاہتے ہیں تو....!" حمید اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی فریدی بھی اٹھا۔

"پیچ پیچ کھانا کھایا تھا یا نہیں۔" وہ حمید کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "وہ کتا غالباً اس کے لڑکے کا ہو گا۔" حمید ایک جھٹکے کے ساتھ الگ ہو گیا اور فریدی بولتا رہا۔

"کاش میں بھی وہ جانفزا منظر دیکھنے کے لئے وہاں موجود ہوتا۔ کیا باغ ہی میں وہ تمہیں متبنّٰی کرنے لگی تھی۔"

"بس بس اس کے آگے سراغ رسانی کی حدیں ختم۔" حمید نے ایک زہریلا سا قہقہہ لگایا۔

"چلو کھانا کھائیں۔" فریدی اسے دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ "ویسے تم کسی نہ کسی دن دردِ سری کا باعث ضرور بنو گے۔"

حمید نے اپنے کمرے میں جا کر لباس تبدیل کیا۔ وہ اس وقت فریدی سے نہیں بھڑنا چاہتا تھا۔ لیکن کھانے کی میز پر دوبارہ ملاقات ہونا ضروری تھا۔ گھڑی ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔

اتنی رات گئے کھانا فریدی کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ مطالعہ یا کسی دوسری مصروفیت کی بناء پر اکثر ایسا ہو جاتا تھا۔ ایسے حالات میں نوکروں کے لئے ہدایت تھی کہ وہ اس کے انتظار میں بیٹھے نہ رہیں۔ حمید سوچ رہا تھا کہ فریدی خود ہی میز پر کھانا لگا رہا ہوگا۔ ایسے موقعوں پر وہ نوکروں کو کبھی نہ جگاتا تھا۔

واپسی پر حمید کا اندازہ درست نکلا۔ فریدی کھانے کے میز پر اس کا منتظر تھا اور کوئی نوکر موجود نہیں تھا۔ حمید اپنا واقعہ دہرانے کے لئے بُری طرح بے چین تھا۔ لیکن سوچ رہا تھا کہ ان شبہات کی موجودگی میں جن کا اظہار فریدی طنزیہ انداز میں پہلے ہی کر چکا ہے اس کی کہانی پر مشکل ہی سے یقین کرے گا۔

"گھر میں چاہے جس طرح رہو۔" فریدی کھانے کے دوران میں بولا۔ "لیکن باہر تمہیں ایک پُر وقار آدمی ہونا چاہئے۔"

"آپ میری بات تو سنتے نہیں.... اپنی ہی کہے جا رہے ہیں۔"

"چلو.... سناؤ۔" فریدی مُردہ سی آواز میں بولا۔

"آپ یقین بھی کریں گے۔ معاملہ بظاہر مضحکہ خیز مگر حالات کی بناء پر عجیب بھی ہے۔"

"بکو بھی۔"

حمید نے پوری داستان مختصراً دہرا دی۔ فریدی درمیان میں ہنستا اور مسکراتا رہا۔

"تو آپ کو یقین نہیں آیا۔" حمید منہ بنا کر بولا۔

"اگر فرض کرو یقین بھی کر لوں تو پھر....!"

"یعنی یہ کوئی ایسی خاص بات ہی نہیں۔"

"یہ بھی نہیں کہتا۔ لیکن میں فی الحال صرف مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"پہلی بار آپ کی زبان سے اس قسم کا جملہ سن رہا ہوں۔" حمید بولا۔

"ہاں.... آں.... یہ بھی کوئی ایسی خاص بات نہیں۔ ہمیشہ موڈ یکساں نہیں رہتا۔"

"تو میں یہ سمجھ لوں کہ اب آپ آہستہ آہستہ بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔"

"لغو! میں کبھی بوڑھا نہیں ہو سکتا۔"

"خوش فہمی ہے آپ کی۔" حمید ہنس کر بولا۔ "کبھی آئینہ دیکھئے چہرہ پیلا پڑ گیا ہے۔ گالوں کی

ہڈیاں ابھر آئی ہیں۔ ہونٹ خشک ہوگئے ہیں اور آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چنگاریاں بھی اڑنے لگی ہوں گی۔ خیر شادی سے تو جی چراتے ہی ہیں اگر کہئے تو کسی جاپانی دواخانے سے خط و کتابت کردوں۔"

"ضرور کرو۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "ورنہ بوڑھیوں سے لاشوں پر اتر آؤ گے۔"

"بہر حال آپ اس معاملے میں دلچسپی نہ لیں گے۔"

"کبھی تم بھی تو کچھ کیا کرو۔" فریدی بولا۔ "اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو اس طرح نہ بھاگتا۔"

"خیر میں اسلئے بھاگا کہ جس سے ملاقات ہوئی تھی وہ میرا کوئی دور کا بھی عزیز نہیں ہوتا تھا۔"

"حالانکہ ہمیشہ کتوں ہی کے ساتھ بندھے رہے ہو۔" فریدی مسکرایا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر فریدی نے پوچھا۔

"اور اس مونچھ والے نے کوئی جدوجہد نہیں کی تھی۔"

"کی تھی۔" حمید نے کہا۔ "لیکن بُری طرح جکڑا ہوا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس حالت میں تصویر لینے کا یہی مقصد ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکے۔"

"لیکن آخر مونچھ مونڈنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔" حمید نے کہا۔ "پہلے تو میں یہ سمجھا کہ شائد وہ دونوں اسے لوٹیں گے۔"

"کیوں....؟" فریدی چونک کر بولا۔ "یہ کتے کیوں بھونک رہے ہیں۔"

کمپاؤنڈ کی رکھوالی کرنے والے السیشن بری طرح شور مچا رہے تھے۔

"اونہہ بھونک رہے ہوں گے۔" حمید نے کہا۔ دونوں کھانا کھا چکے تھے۔

"شائد کوئی پھاٹک بھی ہلا رہا تھا۔ ذرا دیکھو تو۔"

حمید سننے لگا.... پھر بولا۔ "ہاں ہے تو۔ اتنی رات گئے کون احمق ہو سکتا ہے۔"

حمید ٹارچ لے کر باہر نکلا۔ حقیقتاً کوئی پھاٹک ہلا ہلا کر آوازیں دے رہا تھا اور کتے پھاٹک کے سامنے شور مچا رہے تھے۔ حمید برآمدے کا بلب روشن کر کے آگے بڑھا۔

اور پھر پھاٹک پر ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جس کی کچھ دیر قبل مونچھ مونڈی گئی تھی۔

"کیا فریدی صاحب ہیں۔" اس نے پوچھا۔

"جی ہاں....!" حمید نے پھاٹک کھولتے ہوئے کہا۔

روداد

فریدی بھی برآمدے میں نکل آیا تھا اور آنے والے کو تجسس آمیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ آنے والے کی حالت بھی کچھ کم عجیب نہیں تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس پر گھبراہٹ اور شرم کا حملہ ایک ساتھ ہوا ہو۔

"ارے....!" دفعتاً فریدی چونک کر بولا۔ "یہ تم ہو نجمی۔"

"ار.... ہاں.... لیکن....!" آنے والے نے اپنا ہاتھ اوپری ہونٹ پر رکھ لیا۔

"خیریت! اتنی رات گئے۔ آؤ اندر چلو۔ لیکن یہ تبدیلی۔"

"اسی لئے.... میں دراصل اسی لئے آیا ہوں۔"

حمید حیرت سے دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اب اسے یاد آیا کہ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا۔ اس کا نام نجمی تھا۔ تار جام کے ایک کارخانے کا منیجر تھا اور فریدی سے اس کے قریبی تعلقات تھے۔ ویسے حمید سے شاید ایک ہی بار ملاقات ہوئی تھی۔

تینوں ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے۔ نجمی کے انداز سے ابھی تک ہچکچاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟" فریدی نے کہا۔ "تمہاری مونچھیں تو بڑی شاندار تھیں۔"

"ہاں تھیں تو....!" نجمی ایک طویل سانس لے کر بولا۔

"اب ان سے دوبارہ کیا سنئے گا۔" حمید نے جلدی سے کہا۔ "ظاہر ہے کہ بتانے میں بہت دیر لگائیں گے۔"

"جی....!" نجمی چونک کر حمید کی طرف مڑا۔

"جی ہاں۔ ایسی عورتوں سے ہزاروں سال میں ایک ہی بار ملاقات ہوتی ہے۔"

"تو کیا....!" نجمی یک بیک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "آپ جانتے ہیں۔"

"جی ہاں! اس عمارت کا تعلق شہر کی ساری عمارتوں سے ہے۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"بیٹھو بیٹھو....!" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اس کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔ نجمی کبھی حمید کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی فریدی کی طرف۔

"اب غالباً آپ کی سمجھ میں آ گیا ہو گا۔" حمید فریدی کی طرف دیکھ کر فخریہ انداز میں بولا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگوں کو اس کا علم کیونکر ہوا۔" نجمی بے چینی سے بولا۔

"اور.... پھر بھی آپ نے میرے لئے کچھ نہ کیا۔"

"حمید تمہیں پہچان نہیں سکا تھا۔" فریدی نے کہا اور پھر دوسری بات یہ کہ معاملے کی نوعیت سمجھے بغیر کوئی اقدام کیونکر ممکن تھا۔

"نوعیت! نوعیت تو خود میری سمجھ میں نہیں آئی۔" نجمی بولا۔ "بہر حال کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ میں پولیس کو بھی باقاعدہ طور پر مطلع نہیں کر سکتا۔"

"سمجھا۔" فریدی نے سر ہلا کر کہا۔ "غالباً وہ فلش کیمرہ تمہیں ایسا کہنے پر مجبور کر رہا ہے۔"

"قطعی.... اوہ تو آپ سب کچھ جانتے ہیں۔"

"پھر بھی میں تمہارے ہی منہ سے سننا پسند کروں گا۔"

"میں شروع سے بتاتا ہوں۔" نجمی گلا صاف کر کے بولا۔

"نہیں! صرف اس وقت سے جب تم ٹیکسی میں اس کے گھر جا رہے تھے۔"

"لیکن آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا۔"

"سرجنٹ حمید تم سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے۔"

"اوہ....!" نجمی حمید کو جھینپے ہوئے انداز میں دیکھنے لگا۔

"ہاں تو پھر....!" فریدی نے اُسے ٹوکا۔

"ٹیکسی میں وہ ایک فاحشہ عورت کی طرح مجھے اکساتی رہی۔" نجمی نظریں نیچی کر کے بولا۔

"اس کے اس رویے پر میں بُری طرح نروس تھا کیونکہ آج تک کسی ایسی عورت سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ گھر پہنچ کر اُس نے بہت ہی بیہودہ قسم کی باتیں شروع کر دیں۔ میری عادت کچھ ایسی ہے کہ میں عورت کو عورت ہی کے روپ میں دیکھنا پسند کرتا ہوں، یعنی اس میں کم از کم تھوڑا بہت تو شرم کا مادہ ہونا چاہئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں کبھی اتنا نروس نہیں ہوا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ پہلی ملاقات تھی۔ لیکن وہ جنسی مسائل پر اتنی بے باکی سے

گفتگو کررہی تھی جیسے دو مرد انتہائی بے تکلف ہو جانے کے بعد آپس میں کرتے ہوں گے۔ بہر حال وہ میرے قریب آکر کھڑی ہو گئی اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ دیئے۔ اتنے میں ہم پر ایک تیز قسم کی روشنی پڑی وہ اس کے ساتھی کے کیمرے کی تھی۔ وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور چونکہ میں بہت زیادہ نروس ہو گیا تھا۔ اس لئے جلد ہی زیر کرلیا گیا۔"

نجمی خاموش ہو گیا۔

"اور پھر اس لڑکی نے تمہاری مونچھ صاف کردی۔" فریدی پر خیال انداز میں بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں لوگوں کا سامنا کس طرح کروں گا۔" نجمی نے کہا۔ "کیا وہ اسے میرا پاگل پن نہ سمجھیں گے۔ ایسی شاندار مونچھیں آسانی سے نہیں پرورش پاتیں۔"

"اس کے بعد کیا ہوا؟" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"ان کا کتا شائد باہر کسی پر جھپٹ پڑا تھا۔ اس لئے وہ دونوں مجھے بندھا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد میں نے انہیں برابر کے کمرے میں بلندِ آواز میں گفتگو کرتے سنا۔ وہ اپنے ساتھی کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ اس نے اسے جانے ہی کیوں دیا۔ ممکن ہے وہ کوئی ایسا آدمی رہا ہو جس سے کچھ نقصان پہنچ سکے۔ اس کا ساتھی اسے مطمئن کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ لیکن وہ اپنی ہی بات پر اڑی ہوئی تھی، بہر حال ان کی واپسی پر میں نے بھی چیخنا شروع کردیا۔ اس پر اس کے ساتھی نے میری توجہ اپنے کیمرے کی طرف مبذول کرائی۔ اس نے کہا کہ اگر میں نے کسی سے بھی اس واقعے کا تذکرہ کیا یا پولیس کی مدد لی تو وہ مجھ پر مقدمہ چلادے گا۔ ثبوت میں وہ تصویر پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد اس نے الٹا مجھ پر ہی برسنا شروع کردیا اور وہ کمبخت عورت کہنے لگی کہ اس نے خود کو ایک مشہور نجومی ظاہر کیا تھا لہٰذا میں اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے اسے گھر لائی۔ لیکن یہ مجھ پر مجرمانہ حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس پر اس کے شوہر نے چھرا نکال لیا۔ لیکن وہ اسے روک کر بولی کہ اتنی ہی سزا کافی ہے۔ ایسے کمینے آدمیوں کے چہرے پر مونچھ نہ ہونی چاہئے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے میں نے کئی بوتلیں چڑھالی ہوں۔ آخر کار انہوں نے دھکے دیکر مجھے گھر سے نکال دیا اور میں نے ایک بے بس چوہے کیطرح بھاگ نکلنے میں ہی عافیت سمجھی۔"

نجمی خاموش ہو گیا۔ فریدی کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔

"مونچھ مونڈتے وقت کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی تھی۔" حمید نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی نہیں۔" جواب بھی سنجیدگی ہی سے دیا گیا اور فریدی حمید کو گھورنے لگا۔

"اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں وہ مجھے اس تصویر کے ذریعہ بلیک میل نہ کرے۔"

"ہو سکتا ہے۔" فریدی بولا۔ "ممکن ہے اس سازش کی تہہ میں یہی مقصد ہو۔ لیکن آخر یہ مونچھ والا معاملہ ....اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ وہ مونچھ مونڈے بغیر بھی اس مقصد میں کامیاب ہو سکتے تھے۔"

"پھر اب بتایئے میں کیا کروں۔ اوہ .... ٹھیک یاد آیا۔ مونچھ صاف کر دینے کے بعد وہ دونوں مجھ پر جھکے ہوئے کچھ دیر تک میرے چہرے کو بغور دیکھتے رہے تھے۔"

فریدی اسے پُر خیال انداز میں دیکھنے لگا۔

"غالباً وہ اس بات کا اندازہ لگا رہے ہوں گے کہ دوبارہ ہاتھ صاف کرنے کی امید کب تک کی جائے۔" حمید بولا۔

"بکو مت....!" فریدی اسے گھورنے لگا۔ پھر نجمی سے بولا۔ "بھئی! فی الحال تم سکوت ہی اختیار کرو۔ بہتر یہ ہوگا کہ تم اب شہر ہی مت آؤ۔ ہاں کیا انہوں نے تمہارا پتہ بھی پوچھا تھا۔"

"قطعی نہیں! نام تک نہیں پوچھا تھا۔"

"بہر حال! اگر اس دوران میں وہ تمہیں بلیک میل کر کے کچھ رقم اینٹھنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا۔ یہ کوئی سازش معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا میں فی الحال جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہتا۔"

"اور شائد" حمید نے کہا۔ "اس سے پہلے بھی کئی مونچھیں مونڈی جا چکی ہیں۔"

"کیوں....؟"

"اس لڑکی نے اپنے ساتھی سے کہا تھا کہ یہ مونچھ بھی ہمارے پیمانے کے مطابق ہے۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا خیال بھی درست ہو۔" فریدی بولا۔

"لیکن فی الحال میں کیا کروں!" نجمی بے چینی سے بولا۔

"یعنی....!"

"لوگ میرا مضحکہ اڑائیں گے۔ میں انہیں اس کے متعلق کیا بتاؤں گا۔"

"بھئی اب اس کے لئے کیا کہا جا سکتا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "بہر حال عورتوں کا چکر بُرا ہوتا ہے۔ اگر تم میں یہ کمزوری نہ ہوتی تو اس کی نوبت کیوں آتی۔"

"چلئے یہ اور رہی۔" حمید ہنس کر بولا۔ "آپ اسے کمزوری فرماتے ہیں۔"

"نہیں بڑی شہزوری ہے۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "تمہارے تو مونچھیں بھی نہیں ہیں۔ البتہ کان یا ناک ضرور کٹوا بیٹھو گے۔"

"کس مصیبت میں پھنس گیا۔" نجمی بڑبڑایا۔

"کچھ نہیں صبر کرو۔" فریدی کا لہجہ تلخ تھا۔ "لوگ اگر پوچھیں تو کہہ دینا کہ بہت زیادہ نشے کی حالت میں سگریٹ سلگا رہا تھا کہ ایک طرف دیا سلائی لگ گئی۔ لہٰذا مونچھ بدنما معلوم ہونے لگی تھی....!"

"اس لئے بقیہ اُسترے کی نذر ہو گئی۔" حمید بولا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر نجمی آہستہ سے بولا۔

"خیر آپ لوگ آرام کیجئے۔ اب میں سیدھا تارجام ہی جاؤں گا۔"

اس کے جانے کے بعد کچھ دیر تک خاموشی ہی رہی۔

"فرمایئے سرکار۔" حمید بولا۔ "اب کیا خیال ہے۔"

"خیال یہ ہے کہ اس عظیم کائنات میں سب سے عجیب تخلیق عورت کی کھوپڑی ہے۔"

"یعنی....!"

"میرا خیال تھا کہ تم اردو سمجھ لیتے ہو گے۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"میں آپ کے خیال کی تائید کرتا ہوں۔ لیکن عورت کی کھوپڑی۔"

"کسی عورت ہی کی کھوپڑی کسی مونچھ والے کا اوپری ہونٹ ٹٹولنے کے لئے اتنی شاندار اسکیم سوچ سکتی ہے۔"

"واہ! ہو سکتا ہے کہ یہ اس کے ساتھی کی اسکیم ہو۔" حمید نے کہا۔

"حالات کی روشنی میں تو ایسا نہیں معلوم ہوتا۔" فریدی نے کہا۔ "کیا تم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کے ساتھی نے مونچھ کا تذکرہ سن کر بیزاری ظاہر کی تھی۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ شائد وہ اس کا نوکر ہے۔"

"ممکن ہے۔" حمید نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "مگر اس کا مقصد۔"

"اوپری ہونٹ ٹٹولنا۔ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔"

"لیکن کیوں....؟"

"میں لال بجھکڑ تو ہوں نہیں۔" فریدی نے بیزاری سے کہا۔

"کاش میرے بھی مونچھیں ہوتیں۔"

"نہیں ہیں تو ہو جائیں گی۔" فریدی بولا۔ "کل تمہیں اپنی مونچھ منڈوانی پڑے گی۔"

"مجھے....اوہ سمجھا نقلی۔"

"اور اس کے لئے دن بھر تمہارے چہرے کی مرمت کرنی پڑے گی۔"

"کیوں....دن بھر کیوں؟"

"اوہو! تو کیا معمولی مونچھیں مونڈ واؤ گے۔ وہ جو ایک جھٹکے ہی میں اکھڑ جائیں۔ بیٹے خاں پلاسٹک کا ایک چہرہ بنانا پڑے گا۔"

"لیکن ذرا حسین سا۔" حمید جلدی سے بولا۔

"ہاں.... آں....ایک گدھے کے چہرے پر سیاہ مونچھیں بہت کھلیں گی۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ بے چارا نجمی حقیقتاً کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہ گیا۔"

"تم بھی کسی دن اپنی شامت لاؤ گے۔"

"شامت نہیں بلکہ حجامت کہئے۔" حمید بولا۔ "مگر جناب! میں اتنا احمق نہیں۔"

"آپ.... پدی کے شوربے۔" فریدی نے ہونٹ سکوڑ لئے۔ "نپولین، ہٹلر اور میسولینی بھی عورت کے معاملے میں احمق تھے۔"

"بس ایک آپ عقل مند ہیں۔" حمید بھنا کر بولا۔ "نپولین، ہٹلر اور میسولینی ہی جیسے لوگ عورتوں سے تعلقات رکھتے ہیں ڈرپوک نہیں۔"

فریدی ہنسنے لگا اور حمید بکتا ہی گیا۔ "خبر لیجئے اپنی! کسی پہاڑی لنگور کی خدمات حاصل کیجئے، ورنہ وی۔ پی بیرنگ ہو جائے گا۔"

"ارے واہ رے میرے سورما۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "کیا لندن کی وہ رات بھول گئے جب ایک عورت نے تمہارا گریبان پکڑ کر تم سے خود کو ماں کہلوالیا تھا۔"

"نشے میں تھی سالی۔ اگر باپ بھی کہلواتی تو کہہ دیتا۔ پھر اس سے کیا۔"

"اور حالت کیا تھی تمہاری اس وقت۔ ہاتھ پیر کانپ رہے تھے، حمید خاں کے! ایسا معلوم

ہو تا تھا جیسے قصائی پر بکری چڑھ بیٹھی ہو۔"

"ہاتھ پیر کانپ رہے تھے۔" حمید نے جھینپا ہوا سا قہقہہ لگایا۔"بہت خوب۔ وہ تو کہئے کہ چھوڑ کر خود ہی ہٹ گئی ورنہ...!"

"سچ مچ ماں بنالیتا۔"فریدی نے جملہ پورا کر دیا۔

"بس ایک واقعہ لے کر لکیر پیٹ رہے ہیں۔"

"نہیں میں تمہیں سنجیدگی سے مشورہ دیتا ہوں کہ اب یہ حرکتیں چھوڑ دو۔ ورنہ پھنسو گے کسی دن۔"

"حمید خاں کے اصول دوسرے ہیں۔" حمید اکڑ کر بولا۔ "کبھی کسی لڑکی کے ساتھ اس کے گھر نہیں جانا۔ اگر شادی شدہ ہے تو سب سے پہلے اس کے شوہر سے دوستی کرتا ہے۔ اگر شادی شدہ نہیں تو اس کی شادی کی فکر پہلے۔ اگر شادی نہ ہو سکے تو پھر مجبوراً اُس کے ابا میاں سے عشق کرنا پڑتا ہے۔ اگر ابا میاں بھی نہ ہوں تو پھر پڑوسیوں سے رسم وراہ.... اس پر ایمان رکھتا ہے کہ عورت ایک ایسی بیل ہے جو ہمیشہ پاس کے درخت پر چڑھتی ہے۔"

"آخر فائدہ ہی کیا ہے اس سے۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ حمید کی باتوں میں ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ اس کا ذہن تو دراصل نجمی والے کیس میں الجھا ہوا تھا لیکن وہ حمید کو باتوں میں الجھائے رکھنا چاہتا تھا۔ اس کی بھی وجہ تھی کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ حمید کی بکواس اس کے ذہن کو ایسے نقطے پر پہنچا دیتی تھی جہاں اسے سارے الجھاوے ایک سیدھی لکیر معلوم ہونے لگتے تھے۔

"فائدہ پوچھتے ہیں آپ۔" حمید اپنے دیدے پھرا کر بولا۔"تفریح فریدی صاحب! بعض اوقات ایسے دلچسپ واقعات پیش آتے ہیں کہ بس مزہ ہی آجاتا ہے۔ مثلاً میں ایک ایسی عورت سے واقف ہوں جس نے عاشق کے ساتھ ہی ساتھ ایک عدد شوہر بھی پال رکھا ہے۔ آپ نے بعض اوقات سنا ہوگا کہ کچھ لڑکیاں اپنے کتوں کو پیغام بری کی ٹریننگ دیتی ہیں اور انہیں کے ذریعہ ان کی خط و کتابت چلتی ہے۔ بالکل یہی حال اس عورت کا بھی ہے۔ اس نے شاید شوہر اسی لئے پال رکھا ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ وہی بے چارہ اس عورت اور اس کے عاشق کی خط و کتابت کا واحد ذریعہ ہے۔"

"بھلا وہ کس طرح؟" فریدی نے سامنے کی دیوار پر نظر جمائے ہوئے پوچھا۔

"نہایت آسانی سے۔ شوہر اور عاشق دونوں آپس میں گہرے دوست ہیں۔ عاشق صاحب شوہر کو کبھی رومال میں کشیدہ کاری کے لئے کپڑا اور ریشم کی ریلیں عنایت کرتے ہیں اور کبھی بھابی کے لئے کتابیں بھجواتے ہیں۔ ریشم کی ریلوں کے نلکوں میں خطوط ہوتے ہیں۔ کتابوں کی جلدیں بیچ سے دو کی جاتی ہیں اور ان میں خطوط رکھ دیئے جاتے ہیں۔ وہ دونوں میرے بھی دوست ہیں، لیکن انہیں اس کا پتہ نہیں کہ میرے ان دونوں سے تعلقات ہیں، لہٰذا اس طرح مجھے الگ الگ ان کی داستانیں سننے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ دوسری دلچسپ بات عاشق کا بیان ہے کہ ان دونوں کے تعلقات اس وقت سے ہیں جب محترمہ صرف بارہ سال کی تھی اور وہ حضرت پندرہ سال کے۔ شوہر سلمہا کو اس بات کا غم کھائے جارہا ہے کہ ان کی بیوی انہیں بالکل الو سمجھتی ہے بھلا بتایئے ایسی حالت میں وہ انہیں الو ہی سمجھ کر بڑا احسان کرتی ہے.... اب سوچئے کیا یہ تفریح ایسی بُری ہے۔ میں عورتوں کا اسپیشلسٹ ہوں فریدی صاحب۔ صرف ایک بار مجھے کسی عورت سے ملا دیجئے۔ اگر پہلی ہی ملاقات میں اس کی پوری ہسٹری نہ بتادوں تو کان کتر لیجئے۔"

"خوب....!" فریدی بے خیالی میں بولا۔

"ایک ایسی عورت کو بھی جانتا ہوں جو اپنے سوتیلے بھانجے سے عشق کرتی ہے۔"

"کیا فضول بک رہے ہو۔" فریدی بڑبڑایا۔

"ایک سوتیلی....!"

"اب چانٹا ماردوں گا۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا، اسی کے ساتھ حمید بھی اٹھا۔

"فریدی صاحب یہ دنیا محض فلسفہ اور منطق ہی نہیں ہے۔ کبھی ریاض کے بندھنوں سے نکل کر حمید کی دنیا میں بھی آیئے اگر آپ جھنجھلا کر اپنی آنکھیں نہ پھوڑلیں کان نہ اکھاڑ ڈالیں تو میرا ذمہ۔"

"شٹ اپ....!" فریدی انگڑائی لیتا ہوا بولا۔

"اسی لئے کہتا ہوں کہ شادی کر ڈالئے۔"

"چل بے۔" وہ حمید کو دھکا دیتا ہوا بولا۔ "رات کافی گزر گئی ہے۔ بکواس بند، اب سوئیں گے۔"

حمید کی حجامت

دوسرے دن فریدی نے دس بجے تک سارے انتظامات مکمل کر لئے۔ اُسے اُن دونوں کی نقل و حرکت کے متعلق فون پر اطلاعات ملتی رہیں۔ پھر اُس نے اپنے پانچ چھ گھنٹے تجربہ گاہ میں صرف کئے اور تقریباً چار بجے اُس نے وہ مصنوعی خدوخال ترتیب دے لئے، جو اسے حمید کے چہرے پر فٹ کرنے تھے۔ فریدی پلاسٹک میک اپ کا ماہر تھا۔ اس نے یہ آرٹ دراصل ایک بوڑھے آئرش ایکٹر سے سیکھا تھا۔ لندن میں اس سے اس زمانے میں ملاقات ہوئی تھی جب وہ وہاں زیر تعلیم تھا، چونکہ سراغ رسانی کا اسے بچپن ہی سے شوق تھا اس لئے وہ ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتا تھا، جن سے اس فن کے لوازمات کے متعلق کچھ سیکھ سکے۔

چھ بجے تک حمید کا حلیہ بالکل ہی تبدیل ہو گیا اور ایک انتہائی باوقار آدمی نظر آنے لگا تھا چہرے پر شاندار قسم کی گھنی مونچھیں تھیں۔

ساڑھے سات بجے فریدی کو فون پر اطلاع ملی کہ وہ لڑکی تنہا آرلکچنو میں داخل ہوئی ہے۔ حمید بالکل تیار تھا۔ وہ دونوں ساتھ ہی گھر سے نکلے لیکن پھاٹک پر پہنچ کر ان کی راہیں الگ ہو گئیں۔

حمید جانتا تھا کہ آرلکچنو میں آج کوئی خاص پروگرام نہیں ہے۔ لیکن ہوٹل میں قدم رکھتے ہی فون پر ملی ہوئی اطلاع کی تصدیق ہو گئی وہ وہاں موجود تھی۔

آج حمید نے خاص طور پر ایسے جوتوں کا انتخاب کیا تھا جن کی تیز قسم کی گونجیلی چرچراہٹ مردوں تک کو قبر سے اٹھنے پر مجبور کر سکتی تھی۔ ہوٹل میں داخل ہوتے ہی نہ صرف وہ لڑکی بلکہ دوسرے لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حمید اس لڑکی کے قریب ہی والی ایک میز پر بیٹھ گیا لیکن اس کی پشت لڑکی کی طرف تھی۔

لڑکی تھوڑی دیر تک مضطربانہ انداز میں اسے دیکھتی رہی پھر بے چینی سے پہلو بدلنے لگی۔ اس کے چہرے پر ہچکچاہٹ کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سرعت سے کسی فیصلے پر پہنچنے

کی کوشش کر رہی ہو۔ اس نے ایک بار اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی حمید کی پشت پر پہنچ گئی۔

"راشد صاحب۔" وہ اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "اس طرح چوری چوری۔"

حمید چونک کر مڑا۔ شائد اپنی زندگی میں پہلی بار اُس نے حیرت ظاہر کرنے کی اتنی شاندار ایکٹنگ کی تھی۔

وہ چند لمحے سراسیمگی کے عالم میں اسے گھورتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔

"شائد.... آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے نصرت کہتے ہیں۔"

"جی....!" لڑکی حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ پھر اچانک ہنس کر کہنے لگی۔ "بہت اچھے راشد صاحب.... ایکٹنگ کامیاب ضرور ہے.... لیکن آپ مجھے اُلو نہیں بنا سکتے۔"

"میں نہیں سمجھا محترمہ۔" حمید نے منہ بگاڑ کر کہا۔ "بھلا میں اس کی جرأت کیسے کروں گا جبکہ میں آپ کو جانتا ہی نہیں۔"

"اف فوہ۔" لڑکی بے جان سی ہو کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ "میرے خدا.... اتنی مشابہت۔"

حمید چپ چاپ اسے دیکھتا اور اس کی حرکت پر متحیر ہوتا رہا۔

"میں اس بے تکلفی کی معافی چاہتا ہوں۔" وہ تھوڑی دیر بعد پھر بولی۔ "لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ خود راشد صاحب کے گھر والے بھی دھوکا کھا سکتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"بہر حال میں شرمندہ ہوں۔"

"اس کی بھی ضرورت نہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "اب تو جان پہچان ہو ہی گئی۔ آپ بھی اپنا تعارف....!"

"مجھے پروین کہتے ہیں لیکن حقیقتاً میں شرمندہ ہوں۔"

"چھوڑیئے بھی۔ میرے لئے یہی فخر کیا کم ہے کہ اچانک اس طرح آپ جیسی مہذب اور حسین خاتون سے ملاقات ہو گئی۔"

وہ کچھ نہ بولی۔

"اکثر اس قسم کے اتفاقات پیش آتے رہتے ہیں۔" حمید ہنس کر کہنے لگا۔ "یہیں اسی شہر میں

کچھ عرصہ پیشتر دو حیرت انگیز ہم شکل [1] وارد ہوئے تھے اور دونوں خود کو ایک کہتے تھے ایک ساتھ بولتے تھے۔ چلتے تھے اور سوتے تھے۔ دونوں کا نام صغیر شاہد تھا۔"

"مجھے یاد ہے۔" لڑکی نے کہا۔ "ان پر شائد قتل کا بھی تو الزام تھا۔"

"بالکل وہی۔ آپ ٹھیک سمجھیں۔ یہ دنیا بڑی عجیب ہے۔ اکثر بڑے دلچسپ آدمیوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ کل ایک صاحب سے اچانک ملنے کا اتفاق ہوا۔ دوران گفتگو میں رک رک مایوسی سے کہنے لگے کہ آپ بھی بیوقوف نہیں معلوم ہوتے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ اس جملے کا مطلب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ دنیا کا ہر پانچواں آدمی بیوقوف ہے۔ میں اب تک پانچ پانچ کی ہزاروں ٹولیوں سے تبادلہ خیال کر چکا ہوں لیکن مجھے آج تک کوئی نہ ملا۔"

لڑکی ہنسنے لگی۔ "میرے خیال سے انہیں دوسرے تیسرے اور چوتھے ہی آدمی ملے ہوں گے۔"

"کیا کہا جائے۔" حمید گردن جھٹک کر بولا۔ "اور سنئے! کئی دن ہوئے ایک شریف اور مہذب قسم کے آدمی کو ایک نیم کے درخت پر چڑھتے دیکھ کر مجھے رک جانا پڑا۔ وہ صاحب خفیف ہو کر بولے۔ مجھ سے بڑی حماقت ہوئی۔ مجھے دراصل چند کھجوریں درکار تھیں لیکن اوپر چڑھ جانے پر معلوم ہوا کہ یہ تو نیم کا درخت ہے۔ ویسے یہ بات ثابت ہو ہی گئی کہ سارے درختوں کی پتیاں اوپر ہی ہوتی ہیں، لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اتروں کس طرح۔ میں نے پوچھا چڑھے کس طرح تھے کہنے لگے سیڑھی لگا کر میں نے چاروں طرف دیکھا مگر کوئی سیڑھی نظر نہ آئی۔ اس پر خود ہی بولے سیڑھی سامنے والے مکان پر موجود ہے۔ میں نے صاحب خانہ سے سیڑھی کے لئے کہا تھا وہ بیچارے لے آئے اور اوپر چڑھ آنے کے بعد میں نے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور تکلیف دہی کی معافی چاہتے ہوئے عرض کیا کہ اب آپ تکلیف نہ کریں وہ سیڑھی لیکر واپس چلے گئے۔ اب اگر آپ تھوڑی سی تکلیف کریں تو میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ سیڑھی کے بغیر اترنا بھی محال ہے۔"

لڑکی نے کھنکتا ہوا سا قہقہہ لگایا۔

"آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں۔" وہ آہستہ سے بولی۔ "میری خوش قسمتی ہے کہ آپ سے ملاقات ہوگئی۔ ویسے آپ کرتے کیا ہیں۔"

"قیمتی پتھروں کی تجارت کرتا ہوں۔" حمید بولا۔

"اوہ کیا سچ مچ.....!" لڑکی تقریباً چیخ پڑی۔

---

[1] جاسوسی دنیا کا انتہائی دلچسپ ناول "دوہرا قتل" جلد نمبر 8 ملاحظہ فرمائیے۔

"او ہو تو یہ کون سی ایسی بڑی حیرت انگیز بات ہے۔" حمید ہنسنے لگا۔

"یہ بات نہیں۔ مگر خیر جانے دیجئے۔ آپ کو تکلیف ہو گی۔"

"فرمایئے! فرمایئے میں حاضر ہوں۔"

"بات کچھ عجیب سی ہے۔ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔"

"بالکل۔ بے تکلفی سے فرمایئے۔"

"ایک لمبی کہانی ہے۔"

"فکر نہیں۔ دو چار گھنٹوں میں ختم ہی ہو جائے گی۔"

"ایسی بھی نہیں۔" لڑکی ہنسنے لگی۔

"میں استدعا کرتا ہوں کہ مجھے خدمت کا موقع عنایت کیجئے۔"

"بات دراصل یہ ہے۔" وہ جھینپے ہوئے انداز میں بولی۔ "ایک گھریلو جھگڑا ہے۔ ہم دراصل دو بہنیں ہیں۔ والد کے ترکے میں ہمیں آٹھ انگوٹھیاں بھی ملی تھیں۔ بٹوارہ بڑی بہن کے ہاتھوں ہوا۔ والد کی زندگی میں مجھے کیا سب کو اس کا علم تھا کہ ان انگوٹھیوں کے نگینے بہت بیش قیمت ہیں لیکن جب میں نے اپنی چار انگوٹھیاں پرکھوائیں تو ان کے سارے نگینے نقلی ثابت ہوئے۔ بڑی بہن کی انگوٹھیوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ لیکن میں سوچتی ہوں کیا یہ ممکن نہیں کہ بڑی بہن نے جوہری کو ملا لیا ہو۔ جس نے ہماری انگوٹھیاں پرکھی تھیں۔"

"ممکن ہے.... بہت ممکن ہے۔" حمید پرخیال انداز میں سر ہلا کر بولا۔ اسے اس لڑکی کی ذہانت پر حیرت ہو رہی تھی۔ کتنی برجستہ کہانی تھی۔

"میں چاہتی ہوں کہ کوئی میرا دوست ہو جس پر میں اعتماد کر سکوں۔ میری بہن کی انگوٹھیاں بھی پرکھ لیتا۔"

"میں حاضر ہوں۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "اگر کہئے تو ابھی.... اسی وقت۔"

"ارے.... اب اس وقت کیا.... آپ کو تکلیف ہو گی۔"

"قطعی نہیں.... میری یہ شام بالکل فالتو ہے۔"

"اچھا تو پھر....!"

"بسم اللہ....!" حمید اٹھتا ہوا بولا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ ابھی آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں۔" لڑکی نے کہا۔

"واپسی پر.... کیا آپ واپس نہ آئیں گی۔"

"کیوں نہیں؟"

"تو پھر چلئے۔"

باہر انہوں نے ایک ٹیکسی کی اور چل پڑے، لڑکی اس سے بالکل ملی ہوئی بیٹھی تھی۔

"میرے خاندان والوں سے میری نہیں بنتی۔" لڑکی نے کہا۔

"کیوں؟" حمید نے مسکرا کر پوچھا۔

"میں ذرا آزاد خیال ہوں اور فطرت کی پرستار ہوں۔ اخلاقیات پر یقین نہیں رکھتی۔"

"اوہ! تب تو آپ بہت اونچی ہیں۔" حمید نے حیرت سے کہا۔

"ڈھکوسلوں کی قطعی قائل نہیں ہوں دو اور دو چار والی صاف باتیں۔ انسانی زندگی پر بے جا قیود کی سختی سے مخالفت کرتی ہوں۔"

"بے جا قیود کی سختی سے آپ کی کیا مراد ہے۔"

"بہتیری باتیں ہیں۔ مثال کے طور پر جنسی تعلقات ہی کر لیجئے۔ ان پر عائد شدہ پابندیوں سے متنفر ہوں لیکن کیا کیا جائے کہ آدمی ابھی اتنا بیدار نہیں ہوا کہ ان معاملات کو سمجھ سکے۔ مثلاً اگر میں آپ کی کوئی ضرورت پوری کردوں تو آپ مجھے آوارہ سمجھنے لگیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔" حمید انتہائی سنجیدگی سے بولا۔ "میں خود بھی اس کا قائل ہوں۔ گوڈون[1] کی پولیٹیکل جسٹس[2] پڑھی ہے آپ نے۔"

"پڑھی ہے۔" لڑکی بُرا سامنہ بنا کر بولی۔ "لیکن گوڈون بھی مخلص نہیں تھا اگر وہ عورت اور مرد کے تعلقات پر کسی قسم کی پابندی کا قائل نہیں تھا تو اس نے شیلی پر دعویٰ کیوں دائر کیا تھا اگر وہ مخلص ہوتا تو شیلی سے اسلئے ناراض نہ ہو جاتا کہ وہ اسکی لڑکی میری گوڈون کو بھگا لے گیا تھا۔"

"ٹھیک کہتی ہیں آپ....!" حمید سر ہلا کر بولا۔ "اس بات پر میں آپ سے متفق ہوں۔"

حمید سوچ رہا تھا کہ وہ نہ صرف ذہین بلکہ کافی تعلیم یافتہ بھی معلوم ہوتی ہے، ورنہ گوڈون کے متعلق اتنی سچی بات کہہ دینا معمولی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔

"گوڈون کا یہ کارنامہ" لڑکی نے کہا۔ "اس وقت کا ہے جب وہ باپ نہیں بنا تھا.... پولیٹیکل

---

[1] Godwin [2] Political Justice (سیاسی انصاف)

جنسی جنسی جھلاہٹ ہی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔اس میں خلوص نہیں۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ میں اس معاملے میں گوڈون سے زیادہ مخلص ہوں کیونکہ میری شادی ہو چکی ہے۔ لہٰذا میرے لئے جنسی جھلاہٹ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"قطعی نہیں.... قطعی نہیں۔" حمید سر ہلا کر بولا۔"میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔"

"آپ یہ بھی نہ سمجھئے گا کہ میں کسی قسم کے جنسی جنون میں مبتلا ہوں۔ میری ذہنی حالت قطعی نارمل ہے۔"

"یقیناً....!" حمید نے کہا۔" جنسی جنونیوں کی تو شکل ہی سے ظاہر ہو جاتا ہے۔"

"مجھے عرض کرنے دیجئے کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔" لڑکی بولی۔" جنسی جنونی عام حالات میں بڑے معصوم صورت اور فرشتہ خصلت ہوتے ہیں۔ شرمیلا پن تو انکے کردار کا جزو و لازم ہوتا ہے لیکن جب وہ دورہ پڑتا ہے تو وہ بیوی بیٹی، بہن یا شوہر، بیٹا، بھائی میں بھی تمیز نہیں کر سکتے۔"

"ہو سکتا ہے" حمید نے کہا۔"اس کے متعلق میری معلومات زیادہ نہیں ہیں۔"

"مطالعہ بڑی عمدہ چیز ہے۔" لڑکی اپنے جسم کو بل دے کر انگڑائی لیتی ہوئی بولی۔اس گفتگو کے دوران میں ان کا رہا سہا فاصلہ بھی ختم ہو گیا تھا اور حمید اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال پھینکنا چاہتا تھا کہ وہ اس وقت کسی عورت کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔

تھوڑی دیر بعد حمید پھر اسی عمارت میں داخل ہو رہا تھا جہاں پچھلی رات ایک کتا اس سے بڑے اخلاق سے پیش آیا تھا۔ لڑکی اسے ڈرائینگ روم میں لے آئی۔ پھر کچھ دیر کے لئے غائب ہو گئی۔ واپسی پر اس نے معذرت کے ساتھ حمید کو بتایا کہ اس کی بہن گھر پر موجود نہیں ہے لیکن تھوڑی دیر بعد آجائے گی۔

"کوئی بات نہیں۔ میں انتظار کروں گا۔" حمید صوفے پر نیم دراز ہوتا ہوا بولا۔

دونوں میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ پھر وہ لڑکی باتوں کی رو میں اسی صوفے کے ہتھے پر آبیٹھی جس پر حمید بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ کیا آپ کی یہ آنکھ مصنوعی ہے۔" وہ حمید پر جھکتی ہوئی بولی۔ پھر اتنا جھکی کہ اُن کے چہروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رہ گیا۔ ٹھیک اسی وقت فلیش کیمرے کی روشنی ان پر پڑی اور وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ لڑکی کا بدصورت ساتھی انہیں قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا۔

"بچاؤ! مجھے بچاؤ۔" لڑکی چیختی ہوئی اُس کی طرف دوڑی۔

"کیوں بے! یہ کیا حرکت۔" بدصورت آدمی حمید پر ٹوٹ پڑا۔ حمید نے مزاحمت نہ کی۔ البتہ اُس کے منہ سے تحیر آمیز آوازیں نکل رہی تھیں، جب وہ دونوں مل کر اسے صوفے میں باندھ چکے تو لڑکی بولی۔ "کیوں مکار! تم میرے ساتھ اسلئے آئے تھے کہ میری تقدیر کا حال بتاؤ گے۔"

"دھوکا! دھوکا۔" حمید حلق پھاڑ کر چیخا۔ "تم جھوٹی ہو، مکار ہو! تم مجھے انگوٹھیوں"

"شٹ اپ.... ابھی بتاتی ہوں۔" اس نے میز کی دراز سے استرا نکالتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے کمینے آدمی کے چہرے پر مونچھیں اچھی نہیں لگتیں۔"

"کیا....؟" حمید چیخا۔ "میں پولیس....!"

"میں تم پر مقدمہ چلاؤں گا۔ تمہاری اس وقت کی تصویر عدالت میں پیش کروں گا۔" لڑکی کا ساتھی غرایا۔

حمید نے ہاتھ پیر ڈھیلے کر دیئے۔

"اگر تم نے اس واقعے کے متعلق کسی سے کچھ کہا تو یہ تصویر تمہیں جہنم میں پہنچا دے گی۔" لڑکی کا ساتھی حمید کے سر کو اپنی گرفت میں لیتا ہوا بولا۔ لڑکی نے پہلے ہی حملے میں آدھی مونچھ صاف کر دی۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں لڑکی کا ساتھی اچھل کر الگ ہٹ گیا۔ فریدی دروازے میں کھڑا انہیں گھور رہا تھا اور اس کا داہنا ہاتھ پتلون کی جیب میں تھا۔

"کون ہو تم! بلا اجازت گھر میں گھسے۔" لڑکی پلٹ کر تیز لہجے میں بولی۔

"بس یونہی...!" فریدی مسکرایا۔ "میرے لئے کوئی خطرہ نہیں تھا کیونکہ میں مونچھ نہیں رکھتا۔"

آدھی مونچھوں میں حمید کا چہرہ بڑا مضحکہ خیز لگ رہا تھا اور وہ دونوں سراسیمگی کا شکار ہو گئے تھے۔

"ادھر آؤ۔" فریدی نے لڑکی کے ساتھی سے کہا۔

"میں کہتا ہوں تم یہاں کیسے آئے۔" وہ بگڑ کر بولا۔

"چلو!" فریدی نے ریوالور نکال لیا تھا۔ وہ چپ چاپ اس کے قریب چلا آیا۔ فریدی نے بائیں ہاتھ سے اُس کی گردن میں لٹکا ہوا کیمرہ اتارتے ہوئے کہا۔ "اسے کھول دو۔"

لڑکی اور اس کے ساتھی نے حمید کو کھول دیا۔

"بیٹھ جاؤ۔" فریدی نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں نے تعمیل کی۔ حمید اپنی آدھی مونچھ پر تاؤ دے رہا تھا۔

"یہ سب کیا لغویت ہے۔" فریدی نے انہیں کچھ دیر تیز نظروں سے گھورتے رہنے کے بعد کہا۔

"اس نے میری.... بیوی....!" مرد جملہ پورا نہ کرپایا۔

"بکواس.... یہ پولیس کا آدمی ہے۔"

"تم جھوٹ بول کر مجھے رعب میں نہیں لے سکتے۔" لڑکی کا ساتھی بولا۔

"میں تمہاری ہڈیاں توڑ سکتا ہوں اور یہ بھی غلط ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے۔ کیا کل بھی تم نے ایک دوسرے آدمی کی حجامت نہیں بنائی تھی۔ کیا تم اسے اسی لئے پھانس کر یہاں نہیں لائی تھی۔ لڑکی اگلو۔ میں بہت بُرا آدمی ہوں۔"

لڑکی کی آنکھوں میں پریشانی کی بجائے غم جھانک رہا تھا۔

"آپ کون ہیں۔" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"پولیس....!"

"بہت بُرا ہوا، بہت بُرا۔" اس نے کہا اور اپنے ساتھی کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگی۔

"پچھلی رات جسے تمہارے کتے نے دوڑایا تھا وہ یہی تھا۔" فریدی نے حمید کی طرف اشارہ کیا۔ "اوہ وہ بہرہ بھی جسے تم نے کل ہوٹل ڈی فرانس دیکھا تھا۔ بہر حال تم دونوں چوہوں کی طرح جال میں پھنس گئے ہو۔"

لڑکی کبھی فریدی کیطرف دیکھتی تھی اور کبھی حمید کیطرف۔ دفعتاً وہ اپنے ساتھی پر گرجنے لگی۔

"میں تجھ سے پہلے ہی کہتی تھی کہ ہمیں انسپکٹر فریدی سے ملنا چاہئے۔ مگر تو نہ مانا اب بولو ساری عزت خاک میں مل گئی یا نہیں۔"

"کیا تم فریدی کو جانتی ہو۔" فریدی نے حیرت سے کہا۔

"نہیں! لیکن یہ سنا ہے کہ وہ مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔" لڑکی روہانسی آواز میں بولی۔

"کون سی مصیبت ٹوٹی ہے تم پر....!" فریدی کی مسکراہٹ طنز آمیز تھی۔

لڑکی جواب دینے کی بجائے پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ کون تھی؟

اور یہ حقیقت ہے کہ فریدی اور حمید اسے اس طرح روتے دیکھ کر چند لمحوں کے لئے یہ بھول گئے کہ وہ ایک عیار ترین عورت تھی۔ وہ کسی ایسی معصوم بچی کی طرح ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی جس کی کوئی ڈھکی چھپی غلطی اچانک پکڑلی گئی ہو۔ اس کے ساتھی کے چہرے پر خفت کے آثار تھے اور وہ اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

فریدی چند لمحے خاموش رہا پھر یک بیک اس کا موڈ بگڑ گیا۔

"سنو! لڑکی تمہارے آنسوؤں کا سیلاب مجھے اس گھر سے نہیں بہا سکتا۔" فریدی نے بڑی تلخی سے کہا۔

لڑکی نے سر اٹھا کر کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن ہچکیوں نے الفاظ کا گلا گھونٹ دیا۔

سر جنٹ حمید سوچ رہا تھا کہ اس رونے میں بناوٹ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہچکیوں میں بڑی بے ساختگی تھی اور وہ قدرتی ہی معلوم ہو رہی تھی۔

حمید اس کے قریب بیٹھ کر اُس کا شانہ تھپکنے لگا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنی آدھی مونچھ کو کبھی نیچے کر رہا تھا اور کبھی اوپر۔

"کیا بات ہے کچھ بولو۔" اُس نے نرم لہجے میں کہا۔

وہ بدستور روتی رہی، لیکن اب ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی ہچکیوں کو دبانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"تم اس وقت انسپکٹر فریدی ہی کے سامنے ہو۔" حمید نے پھر کہا۔

"جی!" وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی اور فریدی حمید کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"بیٹھو بیٹھو!" فریدی ہاتھ اٹھا کر خشک لہجے میں بولا اور حمید کو سچ مچ اس پر تاؤ آنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس پتھر پر عورت کے آنسو بھی اثر انداز نہیں ہوتے، خود اس کا خیال تھا کہ عورت کے آنسو پہاڑ کو رائی بنا سکتے ہیں۔

وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔ اس کے آنسو تو رک گئے تھے لیکن ہچکیوں کا تار ابھی نہیں ٹوٹا تھا۔

"میری خ.... خشک.... قسمتی ہے کہ آپ....!" وہ اس سے آگے نہ کہہ سکی کیونکہ آنسو پھر امنڈنے لگے تھے۔ اس نے جھک کر اپنا چہرہ زانوؤں میں چھپالیا۔ اس بار رونے کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز تھی حمید اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگا لیکن فریدی کی تیز نظروں کے مقابلہ میں اپنا یہ فعل دیر تک جاری نہ رکھ سکا! البتہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھانا برحق تھا۔ اگر وہ اس وقت دو اجنبیوں کے درمیان میں نہ ہوتا تو فریدی سے ضرور لڑ پڑتا۔ نہ جانے کیوں اس کے ذہن پر فی الحال اس لڑکی کی مظلومیت چھاگئی تھی۔ اور وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ کچھ دیر قبل اس نے اور اس کے ساتھی نے اسے بڑی بے دردی سے پچھاڑ کر صوفے میں جکڑ دیا تھا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو۔" فریدی زور سے گرجا۔ "کہو! ورنہ تضیع اوقات سے یہی بہتر سمجھوں گا کہ تمہیں پولیس کے حوالے کردوں۔"

وہ سہم کر چپ ہوگئی لیکن سر نہیں اٹھایا۔ حمید کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر آنکھیں بند کرلے تاکہ اسے نہ تو فریدی کا چہرہ دکھائی دے سکے اور نہ وہ کھردری آواز ہی سن سکے.... بہرحال تھوڑی دیر بعد وہ راہ پر آگئی۔

"میں دنیا کی انتہائی بدنصیب عورت ہوں۔" اس نے کہا۔

"خوب....!" فریدی اسے گھورنے لگا۔

"میں نے پہلے ہی چاہا تھا کہ آپ سے مدد لوں لیکن اس نے....!" وہ اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر خاموش ہوگئی۔

"یہ جملہ تم پہلے بھی کہہ چکی ہو۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ کا رویہ کہہ رہا ہے کہ جو کچھ بھی میں کہوں گی آپ اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔"

"ضروری نہیں۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ کیمرہ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا لیکن ریوالور جیب میں رکھا جاچکا تھا۔

"یعنی....!" اس کے لہجے میں مسرت تھی۔ "تو پھر میں امید رکھوں کہ آپ میری مدد کریں گے۔"

"حالات پر منحصر ہے۔"

"اوہ!" اس کے چہرے پر پھر مایوسی کی تہیں جم گئیں۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔ "میں یہ نہیں کہتی کہ مجھ سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا نہ صرف اس لئے کہ میں اچھی خاصی شکلیں بگاڑتی رہی ہوں بلکہ میں نے قانون کی آنکھ میں دھول جھونکنے کی بھی کوشش کی ہے۔"

وہ خاموش ہو گئی۔ لیکن فریدی نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی۔ البتہ حمید سوچ رہا تھا کہ قانون کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔

"وہ کس طرح....!" حمید نے پوچھا۔

"ایک لمبی داستان ہے۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "لیکن مجھے توقع ہے کہ اسے سن کر آپ کو مجھ پر رحم ضرور آئے گا۔"

"سنے بغیر ہی میں آپ کے لئے ہمدردی محسوس کر رہا ہوں۔" حمید نے کہا۔

"شکریہ....!" اس نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ یقین کریں گے کہ میں ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں! جواب تک شریف آدمیوں کو پھانس پھانس کر ان کی شکلیں بگاڑتی رہی میں سب کچھ صاف صاف کہہ دینا چاہتی ہوں۔ پھر آپ کو اختیار ہے۔"

"میرے خیال سے تمہیں تمہید کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں۔" فریدی اپنی گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کی بے اعتباری کسی طرح رفع نہ ہو سکے گی پھر بھی خیر.... میں دلاور نگر کے مشہور تاجر سیٹھ اکرام مرحوم کی لڑکی ہوں۔ مجھے اپنا خاندانی حوالہ دیتے ہوئے شرم آ رہی ہے، لیکن میں سب کچھ کہہ دینا چاہتی ہوں، میرے علاوہ ان کے اور کوئی اولاد نہ تھی چونکہ بہت ہی بچپن میں ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ اس لئے میری معقول تعلیم و تربیت کے لئے مجھے ایک مشن اسکول کے بورڈنگ ہاؤز میں داخل کرا دیا گیا۔ یہ بات بھی قابل اظہار ہے کہ والدہ کی موت کے بعد والد صاحب نے دوسری شادی نہ کی....!"

ابھی بات یہیں تک پہنچی تھی کہ دفعتاً کسی کمرے سے گولی چلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک چیخ بھی سنائی دی۔ وہ چاروں بے تحاشہ اچھل پڑے۔ چند لمحے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے پھر فریدی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" اس نے حمید سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

"یہ کیا تھا....؟" لڑکی خوفزدہ آواز میں بولی اور اس کا ساتھی صرف تھوک نگل کر رہ گیا۔

حمید ان دونوں کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس نے ان کے چہروں پر خوف اور حیرت کے ملے جلے آثار کے علاوہ اور کچھ نہ پایا۔

لڑکی صوفے سے اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی اسی کے ساتھ ہی حمید بھی اٹھا۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ لڑکی کا ساتھی بھی لوہے کی ایک موٹی سی سلاخ داہنے ہاتھ میں تولتا ہوا آہستہ آہستہ اس کے پیچھے بڑھ رہا ہے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر لڑکی حمید کی طرف مڑی۔

اور پھر.... دوسرے ہی لمحے میں حمید کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ کہکشاں زمین پر اتر آئی۔ لڑکی کے ساتھی کا داہنا ہاتھ چل گیا تھا اور لوہے کی سلاخ حمید کے سر پر بیٹھی تھی۔ وہ چکرا کر دھڑام سے زمین پر آرہا۔

ادھر فریدی عمارت کے دوسرے حصوں میں دوڑتا پھر رہا تھا لیکن ابھی تک کوئی ایسی چیز نہ ملی تھی جو اس فائر اور چیخ پر روشنی ڈال سکتی۔ تھک ہار کر وہ پھر اسی کمرے کی طرف لوٹ رہا تھا کہ اس نے کسی کے گرنے کی آواز سنی لیکن اس کا اندازہ نہ لگا سکا کہ آواز کدھر سے آئی تھی۔ پھر ایک اور چیز نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی۔ پائیں باغ میں ایک سے زیادہ آدمیوں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

فریدی بھی جھپٹ کر باہر نکلا۔

"اُف.... فوہ.... ارے خبردار.... گولی ماردوں گا۔" فریدی کے منہ سے عجیب آواز میں الفاظ نکلے۔ پائیں باغ میں دوڑنے والے نامعلوم آدمی اس کی کار پر بیٹھ کر فرار ہو چکے تھے۔ فریدی پھاٹک کی طرف دوڑا لیکن وہ کتا آج بھی کافی خوش اخلاقی کے موڈ میں تھا جس نے پچھلی رات کو حمید کی آؤ بھگت کی تھی۔ اگر فریدی اسے فوراً ہی ریوالور کا نشانہ بنا دیتا تو اس نے اس کی بھی ٹانگ پکڑلی ہوتی۔

اس کی کیڈی کی عقبی روشنی بہت دور اندھیرے میں چمک رہی تھی۔ بہرحال کار ریوالور کی رینج سے باہر ہو چکی تھی۔

دفعتاً ایک خیال تیزی سے اس کے ذہن میں ابھرا اور وہ بے تحاشہ اس کمرے کی طرف دوڑنے لگا جہاں اس نے ان لوگوں کو چھوڑا تھا۔

اور پھر وہاں پہنچ کر اُس نے فرش پر حمید کو اوندھا پڑا پایا۔ اس کے سر کی پشت سے خون بہہ رہا تھا اور وہ خود کسی اور ہی دنیا میں تھا۔ لڑکی اور اس کا ساتھی غائب ہو چکے تھے۔ فریدی کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، جیسے ان میں محاورۃً نہیں حقیقتاً خون اتر آیا ہو۔

پھر حمید کو ہوش میں آنے کے لئے نہ جانے کتنے عالموں سے گزرنا پڑا۔ آنکھ کھلتے ہی اسے یہ محسوس کر کے حیرت نہیں ہوئی کہ وہ اپنے ہی کمرے میں ہے۔ اپنی مسہری پر اپنے ہی تکئے پر سر رکھے لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے ایک ایک کر کے سارے واقعات اسے یاد آگئے۔ فریدی دوسرے کمرے میں کسی سے فون پر گفتگو کر رہا تھا اور گفتگو حمید کے قیاس کے مطابق اسی واقعے کے بارے میں تھی اور پھر اس نے اس کا اندازہ بھی لگا لیا کہ مجرم ہاتھ سے نکل گئے۔ حمید سوچنے لگا کہ فریدی کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گا۔ اسے اس کا بھی اعتراف تھا کہ جو کچھ بھی ہوا وہ اسی کی غفلت کا نتیجہ تھا۔ اگر وہ اس کے آنسوؤں سے پگھل نہ گیا ہوتا تو اس کی نوبت نہ آتی۔ اس وقت اسے اس بات کا اعتراف بھی کر لینا پڑا کہ فریدی عورت کی فطرت کے مطالعہ کے معاملے میں بھی اس پر فوقیت رکھتا ہے۔

بہر حال اب وہ سوچ رہا تھا کہ فریدی کا سامنا کس طرح کرے گا۔ اس کے نوکیلے طنز کے نشتر کس طرح برداشت کر سکے گا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت وہ سخت غصے کی حالت میں ہو گا۔ وقتی طور پر اسے کسی نہ کسی طرح موڈ میں لانا ہی پڑے گا ورنہ شامت آنے میں دیر نہ لگے گی۔ کیونکہ معاملہ ایک عورت کا ہے۔ عورت.... حمید کی سب سے بڑی کمزوری۔

فریدی کا آدھا بجھا ہوا سگار اور دیا سلائی کی ڈبیہ میز پر رکھی دیکھ کر حمید نے اندازہ لگایا کہ فریدی کچھ دیر قبل اسی کمرے میں تھا اور ان چیزوں کی موجودگی اس بات کی دلیل تھی کہ وہ پھر یہیں واپس آئے گا۔

حمید اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ خلاف توقع اسے زیادہ نقاہت نہیں محسوس ہو رہی تھی اور سر میں بھی اتنی تکلیف نہیں تھی جتنی کہ ایسی صورت میں بہر حال ہونی چاہئے تھی۔ شائد یہ فریدی ہی کے کسی انجکشن کا نتیجہ تھا.... ہاں تو.... حمید نے کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر ایک عامیانہ

رقص کا پوز بنایا۔ کچھ دیر اپنے جسم کو تولتا رہا پھر ناچ ناچ کر گانے لگا۔

دیورا بے ایمان.... ہو دیوارا بے ایمان

مارے میاں سے چھپ چھپ کر انکھیاں.... کھینچے دل کی کمان

ہو دیورا بے ایمان۔

اچانک فریدی کمرے میں داخل ہوا لیکن حمید کی سنجیدگی بدستور قائم رہی۔ وہ بڑے لچکیلے انداز میں ناچ رہا تھا۔ بھنویں ایک خاص انداز میں تن تن کر گر رہی تھیں، چہرے پر ایسے شکایت آمیز آثار پائے جا رہے تھے، جیسے وہ سچ مچ بحیثیت بھابی کسی دیور کی خوش فعلیوں کا شکوہ کر رہا ہو۔

"حمید! حمید....!" فریدی تحیر آمیز انداز میں چیخا۔

"اوٹے والی عمریا کا مان.... ہو دیورا بے ایمان.... ہو دیور....!"

فریدی حقیقتاً بوکھلا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ اس چوٹ کا اثر نہ ہو۔ بعض اوقات ایسی حالت میں ذہنی توازن بگڑ جانے کا بھی احتمال رہتا ہے۔

"حمید کیا ہو گیا ہے تمہیں۔"

"کھینچے دل کی کمان.... مارے اکھیوں کی جان....!" حمید نے سچ مچ فریدی کو بڑے شرمیلے انداز میں آنکھ ماری اور اس سے یہی سب سے بڑی غلطی سرزد ہوئی۔ اگر وہ تھوڑی دیر تک فریدی کی نظروں سے اپنی نظریں بچائے رکھتا تو یہ تماشہ کچھ دیر اور جاری رہ سکتا تھا۔ بہرحال فریدی سے نظر ملتے ہی دیوانگی کا پردہ فاش ہو گیا۔

"اوہ....!" فریدی معنی خیز انداز میں بولا۔ حمید ناچتا رہا۔ ایک بار آگے بڑھ کر اُس نے فریدی کی بلائیں بھی لیں۔ لیکن فریدی کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ آخر اُس نے ایک نوکر کو آواز دی اور اس کے آجانے پر بولا۔

"حمید کی حالت خراب ہے، چوٹ کا ذہن پر بُرا اثر پڑا ہے۔ میں نے خون بند کر کے غلطی کی۔"

"جی سرکار۔"

"تھوڑا خون اور نکلنا چاہئے ورنہ یہ ہمیشہ کے لئے پاگل ہو جائے گا۔"

"ارے....!"

"ہاں! اسے پکڑ کر تجربہ گاہ تک لے چلنا ہے، وہاں میں اس کے بازو میں نشتر لگا کر اتنا خون

نکال لوں گا....!"

فریدی کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی حمید کے دیوتا کوچ کر گئے۔

"اور کسی کو بلاؤں....!" نوکر نے پوچھا۔

"نہیں ہم دونوں ہی کافی ہوں گے۔"

حمید ناچتے ناچتے سہم کر رک گیا۔ فریدی اور نوکر آگے بڑھے۔

"ٹھہریئے۔" حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔"میں اپنا اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ میرا سر شانوں پر موجود بھی ہے یا نہیں۔"

"تو اطمینان ہو گیا ہوگا۔" فریدی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی ہاں موجود ہے۔"

"لیکن میں ابھی مطمئن نہیں ہوا۔" فریدی اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"کیوں؟"

"بس یونہی....!" فریدی نوکر کی طرف دیکھ کر بولا۔"پکڑو....!"

"مار ڈالوں گا بے۔" حمید اسے گھونسہ دکھا کر حلق کے بل چیخا۔ نوکر سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔

"جاؤ....!" فریدی نوکر کی طرف مڑ کر بولا۔ وہ چپ چاپ کھسک گیا۔

"یہ کیا حرکت تھی؟" اس نے حمید کو مخاطب کیا۔

"جھینپ مٹا رہا تھا۔" حمید نے بڑے خلوص سے کہا۔

"جانتے ہو! وہ لوگ کیڈیلاک بھی لے گئے۔" فریدی بگڑ کر بولا۔

"ارے۔" حمید کے چہرے پر سچ مچ اضمحلال طاری ہو گیا۔ جس میں شرمندگی کے آثار بھی شامل تھے۔

"بڑے فطرت شناس بنے پھرتے ہیں عورتوں کے۔" فریدی کا منہ بگڑ گیا۔

"میں اپنی غلطی پر نادم ہوں۔"

"کدھر سجدہ کروں۔" فریدی ہنس پڑا۔"کیڈی کے جانے کا اتنا غم نہیں جتنی اس بات کی خوشی ہے کہ زندگی میں پہلی بار تمہارے چہرے پر ندامت کے آثار دیکھ رہا تھا۔"

"میری ہی بدولت یہ سب کچھ ہوا۔" حمید نے کہا۔

"اب تو دعویٰ نہیں کرو گے۔ عورتوں کو سمجھنے کا۔"

"ضروری نہیں کہ ہمیشہ دھوکہ ہی کھاتا رہوں۔" حمید بولا۔

"دنیا جانتی ہے کہ عورتوں میں صرف ماں کے آنسو سچے ہوتے ہیں۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"لیکن کیڈی۔"

"مل جائے گی کہیں نہ کہیں۔ وہ اپنے ساتھ عذاب نہیں رکھیں گے۔ کیڈی کہیں نہیں جاسکتی۔"

"لیکن وہ لوگ تو نکل ہی گئے۔"

"مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں اس عورت کی شخصیت سے واقف ہو گیا ہوں۔"

"کون ہے۔"

"جے سیکا۔"

"کیا؟" حمید تقریباً اچھل پڑا۔ "مگر جے سیکا کس طرح! اسکی تصویر میرے ذہن میں ہے۔"

"یہ نہ بھولو کہ وہ بھی بھیس بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی اور ایک بہترین اداکارہ بھی ہے اس کا اندازہ تو تمہیں اسی وقت ہو گیا ہوگا۔"

"تو کیا آپ نے اسے پہچان لیا تھا۔"

"نہیں! کاش ایسا ہوتا۔ وہ کئی بار مجھے دھوکہ دے کر نکل چکی ہے۔ لیکن اب کی ایسا نہیں ہوگا۔"

"پھر آپ نے اسے کس طرح پہچانا۔"

"جس استرے سے وہ مونچھیں صاف کیا کرتی تھی، اس کے دستے پر اس کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔ اس کی انگلیوں کے نشانات جنہیں میں ایک ہی نظر میں پہچان سکتا ہوں۔ حمید اس بار اسے سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ایک لاش

جے سیکا ایک ایسی عورت تھی جس کے کارناموں کو صحیح معنوں میں محیر العقول کہا جاسکتا تھا۔ نسلاً وہ ایک اینگلو انڈین تھی۔ کافی تعلیم یافتہ اور کئی زبانوں کی ماہر تھی۔ ماہریوں کہ اسے ان

زبانوں کے لہجوں پر بھی قدرت حاصل تھی۔ خصوصاً اردو تو اس طرح بولتی تھی جیسے وہ اس کی مادری زبان ہو۔ پولیس پچھلے تین برسوں سے اس کی گرفتاری کے لئے کوشاں تھی لیکن اسے ہمیشہ ناکام ہی رہنا پڑتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ میک اپ کی بھی ماہر تھی۔ اس کے خلاف ابھی تک صرف دھوکہ دہی اور بلیک میلنگ ہی کے الزامات تھے۔ قتل سے اس کے ہاتھ رنگین نہیں ہوئے تھے یا ہو سکتا ہے کہ وہ قاتلہ بھی رہی ہو لیکن پولیس کو اس کا علم نہ ہو۔ اکثر مجرم اس معاملے میں بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں۔

فریدی عرصہ سے اُس کے چکر میں تھا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ کبھی اس نے دل لگا کر اس کے لئے کوشش نہیں کی تھی۔ ہمیشہ یہی سوچ کر رہ جاتا تھا کہ عورت ہی تو ہے جب چاہوں گا گرفت میں لے لوں گا۔ بہر حال جے سیکا ہر طرف سے بے پرواہ اپنے مقاصد کے حصول میں لگی رہی تھی۔ اس نے ملک کے کئی بڑے بڑے دولت مندوں کو بلیک میل کر کے ان سے خاصی رقمیں اینٹھی تھیں۔ ویسے اس کا ایک کارنامہ خاص طور سے مشہور تھا جس میں اس نے ملک کے ایک مشہور کروڑ پتی کا دیوالہ نکال دیا تھا۔ اس بے چارے کو دراصل فلمی پریوں سے عشق لڑانے کا خبط تھا۔ جے سیکا اس سے ایک فلمی اسٹار کے بھیس میں ملی۔ ایک ایسی فلم سٹار کے بھیس میں جس کا شمار ملک کی بہترین ایکٹریسوں مین ہوتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ سیٹھ صاحب دیوالیہ ہوگئے اور جب یہ راز کھلا تو ان کے پاس دماغ کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز نہ رہ گئی تھی جسے کھو دینے پر انہیں افسوس ہوتا۔ لہٰذا انہیں پاگل خانے کی راہ لینی پڑی، جہاں وہ اب بھی قیام پذیر ہیں۔

بہر حال وہ اب تک قانون کے شکنجوں سے بچی ہوئی تھی۔

فریدی کی زبانی جے سیکا کا نام سن کر حمید الجھن میں پڑ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شائد وہ فریدی کو پہچانتی تھی تب ہی تو اُس نے فریدی کو اُلو بنانے کے لئے خود اسی کا حوالہ دیا تھا.... لیکن پھر؟ اگر وہ فریدی کو پہچانتی تھی تو اسے بھی پہچانتی رہی ہوگی۔ مگر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر وہ اس سے واقف ہوتی تو ہوٹل ڈی فرانس میں اس بہرا پن والی ایکٹنگ کے دھوکے میں نہ آتی.... پھر؟.... وہ سوچتا رہا۔ حتیٰ کہ اسے نیند آگئی.... اور رات بھر خواب میں اس کے سر پر ہتھوڑے چلتے رہے۔

دوسری صبح بیدار ہوتے ہی اُس نے فریدی کی زبانی یہ خوشخبری سنی کہ کیڈی لاک باٹم روڈ کے چوراہے پر کھڑی ہوئی مل گئی۔

"اور ذرا اسے دیکھو۔" فریدی کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا حمید کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ جس پر تحریر تھا۔ "فریدی صاحب! آپ بہت بڑے آدمی ہیں لہٰذا چھوٹے چھوٹے معاملات میں آپ کی دخل اندازی کسی طرح نہیں برداشت کی جاسکتی۔ پچھلی رات دھوکا کھاجانے کا شکریہ۔ اور میں عرصے تک اس بات پر فخر کرسکوں گی کہ مجھے آپ کی کیڈی پر سفر کرنے کا شرف حاصل ہوچکا ہے۔ خط کے ساتھ ہی دس روپے کا ایک نوٹ بھی چھوڑے جارہی ہوں تاکہ آپ کو مجھ پر غصہ نہ آئے۔ بہرحال کیڈی کے جائز استعمال کے سلسلے میں یہ حقیر معاوضہ قبول فرمایئے۔ اگر میں خوش قسمتی سے سرجنٹ حمید کو بھی پہچانتی ہوتی تو آپ کو تکلیف نہ اٹھانی پڑتی.... خیر.... بہت بہت شکریہ۔ شائد آپ کے فرشتے بھی نہ جان سکیں کہ میں کون ہوں اور کیا کررہی ہوں۔ بہرحال بہت سی دعائیں اور لاتعداد پیار قبول فرمایئے۔"

"لاتعداد پیار۔ قبول فرمایئے۔" حمید اپنا داہنا گال رگڑتا ہوا بولا۔

"پھر بہکے۔" فریدی اسے گھورنے لگا۔

"اوہ.... لاحول ولا قوۃ.... خیر کوئی بات نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ آپ پر جان دینے لگی ہے۔"

"بکومت۔"

"اوہ تو کیا آپ بھی.... خدا میری مغفرت کرے۔"

"چوٹ ہی پر ہاتھ رسید کردوں گا۔ سیدھے ہوجاؤ۔"

"سیدھا ہوگیا۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر فریدی بولا۔

"مجھے افسوس ہے کہ وہ کیمرہ بھی ہاتھ سے نکل گیا۔"

"کیوں؟ اس سے کیا ہوتا؟.... کیا وہ تصویر...."

"نہیں! تصویر تو فضول ہی ہوچکی تھی۔ ظاہر ہے کہ تم دونوں میک اپ میں تھے۔" فریدی نے کہا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ بناوٹ کے اعتبار سے وہ کیمرہ میرے لئے بالکل ہی نیا تھا۔"

"تو پھر....؟"

"کچھ بھی نہیں؟" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔

"یہ بد حواسی۔" حمید ہنس پڑا۔ "غالباً یہ ان لاتعداد پیاروں کا اثر ہے۔ مگر دعائیں بھی تو لکھی ہیں ظالم نے.... بعض محبوباؤں میں بھی بڑی مامتا ہوتی ہے۔"

"جسے صرف تم ہی محسوس کر سکتے ہو۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "پچھلی رات شائد تمہاری سعادت مندی ہی زور کر گئی تھی۔"

حمید جواب دینے کے بجائے ہلکی آواز میں سیٹی بجانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ناشتے کی میز پر پھر جے سیکا کے متعلق گفتگو چھڑ گئی۔

"پتہ نہیں اس کے ساتھ اور کتنے تھے۔"

"کب....؟"

"پچھلی رات کو۔"

"ان دونوں کے علاوہ اس عمارت میں اور کوئی نہیں تھا۔" فریدی نے کہا۔

"میرا خیال بھی یہی ہے۔" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ ہم دونوں بھی اس عمارت میں نہیں تھے۔"

فریدی ہنسنے لگا۔

"کیوں؟ کیا میں نے کوئی غلط بات کہی تھی۔" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"قطعی نہیں! آپ تو بانسری بجا رہے تھے۔"

"اوہ! غالباً اس فائر اور اس چیخ نے تمہیں غلط راستے پر لگا دیا ہے۔"

"کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔" حمید اپنے سر پر بندھی ہوئی پٹی پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"خیر ابھی ہم وہیں چلتے ہیں۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

ناشتہ ختم کرنے کے بعد انہوں نے لباس تبدیل کیا اور اسی عمارت کی طرف چل پڑے جہاں پچھلی رات حمید شہادت کے درجے پر فائز ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔

عمارت سنسان پڑی تھی۔ سب سے پہلے وہ اس کمرے میں پہنچے جہاں انہوں نے جے سیکا اور اس کے ساتھی سے گفتگو کی تھی۔ فریدی چند لمحے اس صوفے کو گھورتا رہا جس پر جے سیکا بیٹھی

روتی رہی تھی۔ پھر حمید کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے کمرے سے چلا گیا۔ حمید کھڑا ہو کر اس کا انتظار کرتا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد فریدی لوٹ آیا۔ پھر حمید نے اس کو اسی صوفے پر بیٹھتے دیکھا، جس پر رات کو جے سیکا بیٹھی تھی۔

"حمید صاحب تیار ہو جایئے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"کس لئے؟"

"دوسری چوٹ نہ کھاؤ گے۔"

"بحمد للہ کہ قطعی بھوک نہیں۔" حمید پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں قریب ہی کہیں ایک فائر ہوا اور ساتھ ہی کسی کی چیخ بھی سنائی دی۔ حمید بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

فریدی ہنس رہا تھا۔

"دیکھا تم نے۔"

"آخر یہ ہے کیا بلا۔"

"جے سیکا کی ذہانت کا ایک حسین ثبوت۔ سچ مچ شیطان کی بھتیجی ہے۔"

"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ آپ کی کوئی بھتیجی ہی نہیں۔" حمید نے حیرت سے کہا۔

"ٹھیک سنا ہے تم نے۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "آؤ اب میں تمہیں ایک چیز دکھاؤں۔"

اس نے صوفے کے ہتھے کو ٹٹول کر ایک جگہ کا کپڑا اپھاڑ دیا۔ پھر حمید کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ذرا دیکھنا یہاں اس بٹن کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔"

حمید نے جھک کر صوفے کے ہتھے پر لگے ہوئے سوئچ پر ہاتھ رکھ دیا۔ فائر اور چیخ کی آواز پھر سنائی دی۔ حمید معنی خیز انداز میں فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔ اب فریدی فرش پر بچھا ہوا قالین الٹ رہا تھا۔

"اور یہ دیکھو۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "ان تاروں کا سلسلہ اس بٹن سے اس جگہ تک گیا ہے جہاں وہ مشین فٹ ہے۔"

"مشین.....!"

"ہاں ایک چھوٹی سی مشین ہے جسے میں اپنے عجائبات میں رکھنا پسند کروں گا.... آؤ۔"

وہ دونوں دو چھوٹے چھوٹے کمروں سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچے، جہاں بارود کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ فریدی ایک میز کے قریب جا کر رک گیا جس پر ریڈیو رکھا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے۔" فریدی نے ریڈیو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تربوز....!"

"دلچسپی نہیں لے رہے ہو شائد تم۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ پھر اُس نے ریڈیو کے سامنے والا ڈھکن الگ کر دیا اور اندر کی مشین کی طرف اشارہ کر کے کہا۔"اس طرف وہ حصہ ہے جس سے فائر ہوتا ہے اور ادھر یہ دو چھوٹے پہیئے... جب یہ تیزی سے گردش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو چیخ کی آواز پیدا ہوتی ہے کیوں ہے نا شاندار.... تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بہت ذہین عورت ہے۔"

"کاش آپ سے اس کا جوڑا لگ سکتا۔"

"کسی وقت تو اپنا ذہن ان لغویات سے خالی رکھا کرو۔" فریدی جھنجھلا کر بولا۔

"اس کیس میں نہیں۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔"آپ کسی دوسرے موقعے پر مجھے نصیحت کر سکتے ہیں۔ مجھے ایک عورت نے چوٹ دی ہے، فریدی صاحب بہت ممکن ہے کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے، جے سیکا میرا شکار ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے شکار کو ذبح نہیں کرتا۔"

"دیکھو تمہارے سر کی پٹی ڈھیلی ہو رہی ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"خیر دیکھیے گا۔" حمید نے کہا اور تن کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارے بس کی عورت نہیں حمید صاحب۔"

"اسی لئے میں آپ کے ساتھ جوڑا لگا رہا تھا۔" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"خیر اب اتنی بھی ذہین نہیں۔"

"تو کیا آپ مجھے اتنا گھٹیا سمجھتے ہیں کہ میں جے سیکا پر بھی ہاتھ نہ ڈال سکوں گا۔"

"نہیں تو! ضرور ڈالو۔! میں نے روکا تو نہیں۔ خیر ختم کرو یہ باتیں پچھلی رات میں اس عمارت کا اچھی طرح جائزہ نہیں لے سکا تھا۔"

وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں کے چکر لگانے لگے۔ حمید کچھ بیزار بیزار سا نظر آ رہا تھا اور حرکات و سکنات سے جھنجھلاہٹ بھی مترشح تھی۔ فریدی آگے بڑھتا تھا تو وہ رک

جاتا اور جب فریدی کہیں رکتا تو حمید اس طرح اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ جاتا جیسے اسے وہاں فریدی کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

دفعتاً اُس نے فریدی کی تحیر زدہ آواز سنی اور پلٹ کر اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ فریدی ایک کمرے کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ حمید رک گیا۔ اتنے میں فریدی نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ حمید نے اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار دیکھے۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اسے سچ مچ جھرجھری آ گئی۔ کمرے کے فرش پر جے سیکا کے بدصورت ساتھی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ کسی نے اس کے پیٹ میں چھری مار کر آنتیں تک باہر نکال لی تھیں۔

فریدی خاموشی سے لاش پر جھکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے سر اٹھا کر کہا۔

"اسے یہاں نہیں قتل کیا گیا۔ لاش کہیں باہر سے لائی گئی ہے اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ خون کی ایک بوند بھی کہیں نہ ٹپکنے پائے۔ مگر پچھلی رات سے اب تک یہاں پہرہ لگا رہا ہے۔ آخر یہ لاش یہاں آئی کس طرح؟"

حمید تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"کیوں؟ کیا آپ ابھی جے سیکا کی ذہانت کے قصیدے نہیں پڑھ رہے تھے۔"

"جے سیکا۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "یہ جے سیکا کی حرکت نہیں ہو سکتی۔"

"کیوں....؟"

"ظاہر ہے کہ لاش کو یہاں لانے میں کافی دشواری پیش آئی ہوگی۔ بہر حال یہ کسی نہ کسی طرح یہاں لائی گئی۔ اگر وہ جے سیکا ہوتی تو یہاں سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتی۔ کم از کم اپنی وہ حیرت انگیز مشین تو لے ہی گئی ہوتی۔ نہیں جے سیکا نہیں ہو سکتی۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں وہ اس طرح کے خطرات نہیں مول لیتی۔ یہاں اس لاش کی موجودگی کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ کسی نے یا تو پولیس کو چیلنج کیا ہے یا پھر وہ جے سیکا کو خوفزدہ کرنا چاہتا ہے۔"

"یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔"

"شائد تم یہ بھول رہے ہو کہ جے سیکا بھی اب تک کچھ تو کرتی رہی ہے۔ آخر وہ بڑی مونچھ والوں کو تختہ مشق کیوں بنائے ہوئی تھی۔ میرے خیال سے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اسے کسی خاص آدمی کی تلاش تھی، جس کی مونچھ مونڈ دینے کے بعد وہ اسے پہچان لینے کی بھی

توقع رکھتی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی خطرناک آدمی ہو اور اس طرح اس نے جے سیکا کو خوفزدہ کر کے اس کی سرگرمیوں کو روکنے کی کوشش کی ہو.... بہرحال میں یہی سمجھنے پر مجبور ہوں کہ جے سیکا کی حرکت نہیں ہو سکتی۔"

فریدی تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔

"ذرا پہرے داروں کے انچارج کو بلاؤ۔"

حمید کے جانے کے بعد فریدی پھر لاش کی طرف ہو گیا۔ اس کے ماتھے پر گہری لکیریں ابھر آئی تھیں۔ حمید واپس آ گیا۔ پہرے داروں کے انچارج کی بدحواسی قابل دید تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے موت کا فرشتہ اس کی روح کی بنیادوں پر ضربیں لگا رہا ہو۔

"میں جانتا ہوں کہ تم اس سے لاعلم ہو۔" فریدی نرم لہجے میں بولا۔

"یقین کیجئے کہ ہم رات بھر ہوشیار رہے ہیں۔"

"لیکن اس سے غافل رہے کہ عمارت کا پچھواڑہ بھی ہوا کرتا ہے۔ خیر یہاں اس لاش کے پاس ٹھہرو۔"

فریدی اور حمید کمرے سے نکل آئے۔ وہ دونوں عمارت کے آخری کنارے کی طرف جا رہے تھے۔ بہرحال انہیں جلد ہی وہ جگہ مل گئی جہاں سے لاش اندر لائی گئی تھی۔

اس کے لئے مجرموں نے کوئی حیرت انگیز طریقہ نہیں اختیار کیا تھا۔ عمارت کی پشت سے نقب لگائی گئی تھی۔ فریدی نقب کے مہرے سے باہر نکل گیا۔ حمید نے بھی اس کی تقلید کی۔

"اتنی احتیاط کے باوجود بھی مجرم چوک ہی گئے۔" فریدی بولا۔

"کیوں....؟"

"یہ نشان! ادھر دیوار پر....!"

دیوار پر خون بھری ہوئی تین انگلیوں کے نشان تھے۔

"میرا تو یہی خیال ہے کہ یہ حرکت صرف جے سیکا ہی کی ہو سکتی ہے۔" حمید نے کہا۔ "ممکن ہے اپنے ساتھی پر سے اس کا اعتماد اٹھ گیا ہو۔"

"لیکن حمید صاحب! آخر وہ اسے یہاں کیوں لائی۔"

"پولیس کو سراسیمگی میں مبتلا کرنے کے لئے۔"

"میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔" فریدی بولا۔ "وہ صرف ایک ذہین اور چالاک عورت ہے۔ اس نے پولیس کو کبھی چیلنج نہیں کیا۔ وہ الجھاوؤں سے دور بھاگتی ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا.... اور پھر فریدی نے بھی خاموشی اختیار کرلی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد محکمہ سراغرسانی کے فنگر پرنٹ سیکشن کے فوٹوگرافر بھی وہاں پہنچ گئے۔

فریدی نے پولیس کو ابھی تک ان معاملات کے متعلق اندھیرے ہی میں رکھا تھا لیکن اب اسے پوری روداد دہرانی پڑی۔

لاش اٹھ جانے کے بعد فریدی اور حمید کافی دیر تک اس عمارت میں ٹھہرے رہے۔ دونوں کے ذہن دو مختلف راستوں پر بھٹک رہے تھے۔ حمید کو یقین تھا کہ اس حرکت کی ذمہ دار جے سیکا ہی تھی۔

گونگی لڑکی

واپسی پر سرجنٹ حمید پھر چہکنے لگا تھا۔ لیکن اگر اسے اس کا علم ہوتا کہ گھر پر اس کی شامت اس کا انتظار کر رہی ہے تو شائد وہ فریدی کو اس طرح نہ چھیڑتا وہ جے سیکا ہی والے مسئلے پر اسے تنگ کر رہا تھا۔

"مائی ڈیئر فریدی صاحب۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "مجھے یقین ہے کہ آپ جے سیکا کی طرف جھک رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسے قاتل قرار دینے میں آپ کو تامل ہے۔"

"دماغ مت چاٹو۔"

"میں آپ کا دل چاٹ جاؤں گا کیونکہ اس میں فی الحال کسی تصویر....!"

"شٹ اپ....! مجھے سوچنے دو۔"

"عشق کو سوچ بچار سے کیا تعلق۔ عشق تو اندھا ہوتا ہے لہٰذا اندھوں کو سوچنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔"

"فضول باتیں مت کرو۔" فریدی جھنجھلا کر بولا۔ "جب کوئی ڈھنگ کی بات نہیں سوجھتی تو بے تکی ہانکنے لگتے ہو۔"

حمید خاموش ہو گیا۔ جے سیکا سے ایک بار پھر ٹکرانے کی خواہش اس کے ذہن میں جڑ پکڑتی جا رہی تھی۔ اس سے قبل کبھی کسی مجرم سے اس نے اتنی پرخاش نہیں محسوس کی تھی۔ اس نے کئی بار جرائم پیشہ عورتوں سے دھوکا کھایا تھا لیکن یہ واقعہ نوعیت کے اعتبار سے ایسا نہیں تھا جسے وہ سرسری طور پر ٹال دیتا جے سیکا کا خیال آتے ہی وہ جھنجھلاہٹ میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر پاتا تھا کہ موقع ملنے پر اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا۔

''مجھے حیرت ہے۔'' حمید تھوڑی دیر بعد سنجیدگی سے بولا ''کہ آپ اسے آج تک نظر انداز کیوں کرتے رہے۔''

''فرصت ہی نہیں ملی کہ اس کی طرف دھیان دیتا۔''

''ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔'' حمید نے کہا۔

''کیسی غلطی؟''

''ہمیں فی الحال اس کے ساتھی کی لاش دبا دینی چاہئے تھی۔''

''اس سے ہوتا کیا؟''

''ہوتا کیا؟ میں اس کا بھوت بن کر جے سیکا کو کھا جاتا۔'' حمید نے کہا۔

''یعنی اس کا میک اپ۔ قطعی فضول تھا۔ اس طرح ہم اس کے قاتلوں کو کبھی نہ پا سکتے۔ وہ گئی جے سیکا۔ تو تم اسے اسی وقت پکڑ سکتے ہو لیکن میں اسے فضول ہی سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے بھی ہم قاتلوں تک نہ پہنچ سکیں گے۔''

''اونہہ....!'' حمید اکتا کر بولا۔ ''چلئے میں اسے تسلیم کئے لیتا ہوں کہ جے سیکا اس کی قاتل نہیں ہے، لیکن اسے حراست میں لے لینے میں کیا حرج ہے۔ اس طرح کم از کم اس ہڑبونگ کا مقصد تو ظاہر ہو جائے گا۔''

''میں یہی بہتر سمجھوں گا کہ تم صرف اس کا تعاقب کرتے رہو۔ اس کی حرکات و سکنات پر کڑی نگرانی رکھو۔''

''اس کے خیال کا تعاقب کروں۔'' حمید نے چڑھ کر کہا۔

''بتاؤں گا۔ زیادہ جلدی کی ضرورت نہیں۔''

گھر پہنچ کر انہیں ایک لفافہ ملا جس پر فریدی کا نام اور پتہ ٹائپ کیا ہوا تھا۔ نوکر نے بتایا کہ ان

کی عدم موجودگی میں ایک عورت ان سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ تھوڑی دیر تک انتظار کرتی رہی پھر وہی لفافہ چھوڑ کر چلی گئی۔

لفافہ کھولتے ہی فریدی کے منہ سے تحیر زدہ سی آواز نکلی۔ حمید بھی جھک پڑا لیکن دوسرے ہی لمحے میں طرح طرح کے منہ بننے لگے۔ لفافے سے خط کے ساتھ ہی ایک تصویر بھی برآمد ہوئی تھی.... اور وہ تصویر.... ایسی تھی کہ فریدی حمید کی طرف گھورے بغیر نہ رہ سکا۔

"خدا کی قسم...!" حمید حلق پھاڑ کر بولا۔ "میں نے آج تک اس عورت کی شکل بھی نہیں دیکھی۔"

فریدی فی الحال اس کی طرف سے توجہ ہٹا کر خط پڑھنے میں مشغول ہو گیا تھا۔

"مائی ڈیئر فریدی صاحب۔

میرا ساتھی رات سے غائب ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کے ہاتھ پڑ گیا ہے۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ چپ چاپ اسے رہا کرا دیجئے ورنہ پھر آپ اس تصویر کا مطلب تو سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ میں تین بجے تک اس کی رہائی کا انتظار کروں گی اگر کوئی بات میری توقع کے خلاف ہوئی تو میں اپنا کام کر گزروں گی۔"

"یہ تصویر جعلی نہیں معلوم ہوتی۔" فریدی خشک لہجے میں بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ یہ کیمرہ ٹرک نہیں ہو سکتی۔"

"میں کس طرح یقین دلاؤں کہ میں نے یہ صورت آج تک خواب میں بھی نہیں دیکھی۔"

حمید بوکھلا کر بولا اور فریدی کے ہاتھ سے خط لے کر پڑھنے لگا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک اس کی نظریں تصویر پر جمی رہیں.... اور پھر یکایک چونک کر کہنے لگا۔ "مگر یہ صوفہ.... کیا یہ وہی صوفہ نہیں ہے جس پر کل رات جے سیکا میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔"

"ہے تو وہی....!" فریدی پر خیال انداز میں بولا۔

"اور اس عورت کی پوزیشن بھی وہی ہے، جو تصویر لیتے وقت جے سیکا کی تھی۔"

"میرے خیال سے یہ بھی درست ہے۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن پھر اس کی صورت کس طرح بدل گئی۔" حمید بڑبڑایا۔

"اسی لئے میں پھر اسی کیمرے کی ساخت کے متعلق سوچنے لگا ہوں۔"

"تو کیا وہ کوئی میک اپ توڑ کیمرہ ہے۔"

"سو فیصدی یہی بات تھی۔ لیکن کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جے سیکا کی اصلی صورت ہے۔"

"کیوں؟" حمید چونک کر بولا۔ "ایسی صورت میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"قطعی نہیں! حمید صاحب! تم بڑے جنجال میں پھنس گئے ہو۔"

"کیوں؟"

"کیا اس عورت کی تصویر بھی تم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

"نہیں.... کبھی نہیں۔"

"دلاور نگر کے سیٹھ جگومل کی گونگی بھانجی کے اغواء کے متعلق بھی کچھ جانتے ہو۔"

"بس اتنا ہی کہ آج سے ایک ماہ قبل وہ غائب ہو گئی تھی۔"

"اور ابھی تک غائب ہے۔" فریدی نے کہا۔ "بیٹے حمید خاں تمہارے ساتھ یہ اسی کی تصویر ہے۔"

"کیا....؟ نہیں.... بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا کل رات والی عورت گونگی تھی۔"

"گونگی تو نہیں تھی لیکن اس نے دوہرا میک اپ ضرور کر رکھا تھا۔ اپنی اصلی صورت پر کلاوتی کا میک اپ کر رکھا تھا اور اس پر دوسرا جس میں وہ پروین کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔"

فریدی تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔

"مگر وہ کیمرہ! مجھے حیرت ہے کہ وہ جے سیکا کے پاس کہاں سے آیا۔"

"کیوں؟"

"ایسے کیمرے صرف لندن کے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے لئے مخصوص ہیں۔ اس ساخت کے کیمرے دنیا میں اور کہیں نہیں۔ سخت حیرت ہے۔ آخر جے سیکا.... اور پھر وہ اس کے صحیح استعمال سے بھی واقف معلوم ہوتی ہے۔"

"صحیح استعمال سے.... کیا مطلب....؟"

"ان کی ٹیکنیک ہے۔ یہ ہر ایک قسم کے میک اپ کی تہوں سے گزر کر اصلی صورت کی تصویر لیتے ہیں۔"

"لیکن یہ جے سیکا کی اصلی صورت تو نہیں۔" حمید نے کہا۔

"وہی بتانے جا رہا ہوں اگر میک اپ پر ریشم کے کیڑوں کا ایکسٹریکٹ لگا لیا جائے تو ماورا البنفشی کرنیں میک اپ سے گزر کر جلد کی اصلی سطح تک نہیں پہنچ پاتیں اس لئے اصلی شکل کی

تصویر بھی نہیں آتی۔ یہ کیمرے دراصل ایکسرے کی بنیادوں پر بنائے گئے ہیں۔ ہاں تو کہنے کا مطلب یہ کہ اس نے اپنی صورت پر اُس گونگی لڑکی کلاوتی کا میک اپ کر کے اس پر ریشم کے کپڑوں کا ایکسٹریکٹ لگایا اور پھر اس پر سے پروین والا میک اپ.....!"

فریدی خاموش ہو کر سگار سلگانے لگا۔ تھوڑی دیر تک اُس کی پیشانی پر شکنیں ابھری رہیں اور پھر آنکھوں میں وہی پہلی سی نیم غنودگی کے آثار نظر آنے لگے۔

"اب بتاؤ۔" اس نے سگار کو ایش ٹرے پر رکھتے ہوئے حمید کو مخاطب کیا۔ "آخر اس دوسرے میک اپ کی کیا ضرورت تھی۔ اگر وہ لوگوں کو بلیک میل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کرتی تھی تو دوہرے میک اپ کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اس صورت میں مونچھیں مونڈنے والی حرکت بھی تضیع اوقات اور پاگل پن سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔"

"آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" حمید اکتا کر بولا۔ وہ حقیقتاً اس تصویر میں الجھا ہوا تھا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معاملہ کچھ کچھ صاف ہو چلا ہے۔ اُس نے وہ دوہرا میک اپ صرف ایک آدمی کے لئے کیا تھا۔"

"کس کے لئے۔"

"اسی کے لئے جس کی اسے تلاش تھی۔ وہ کسی مقصد کے تحت اس کو اور کلاوتی کو یکجا کرنا چاہتی تھی۔"

"لیکن وہ ہے کون؟"

"اللہ میاں سے پوچھ کر بتاؤں گا۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "تم مجھے غیب دان کیوں سمجھتے ہو۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر فریدی گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"بہرحال حمید صاحب ڈیڑھ بج رہا ہے۔ تین بجے تک اگر اُس نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنا دیا تو تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نظر آئیں گی۔"

"کیوں کس لئے؟" حمید چونک پڑا۔

"کیا تم گونگی کلاوتی کے متعلق اتنا جانتے ہو کہ اسے اغوا کیا گیا ہے؟"

"پھر اور کیا جاننا چاہئے۔" حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہی کہ اس سازش کی وجہ تین کروڑ روپیوں کا بنک بیلنس ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تو اب اچھی طرح سمجھ لو۔ کیونکہ ہتھ کڑیوں اور بیڑیوں کی جھنکاریں پائل کی جھنکاروں کی طرح سرور انگیز نہیں ہوتیں۔ گونگی کلاوتی متوفی سیٹھ جیجومل کی اکلوتی لڑکی ہے۔ جیجومل اس وقت مر گیا تھا جب وہ بچہ تھی۔ مرتے وقت اس نے تین کروڑ کا بینک بیلنس چھوڑا تھا۔ وصیت کے مطابق کلاوتی کا ماموں اس کا متولی قرار پایا۔ بالغ ہو جانے کے بعد وہ ان تین کروڑ روپیوں کی براہِ راست مالک ہو جائے گی۔ یعنی تین ماہ بعد وہ اس کی حق دار ہو جائے گی۔ کسی نے اس سے پہلے ہی اُسے اڑا دیا۔ اب اگر وہ تین ماہ گزر جانے کے بعد شادی شدہ حیثیت میں منظر عام پر آتی ہے تو سیٹھ جگومل کا پتہ ہی کٹا۔ سمجھو.... غالباً اب بالکل ہی سمجھ گئے ہو گے۔"

"میں اس جے سیکا کی بچی کو ذبح کر ڈالوں گا۔" حمید اٹھتا ہوا بولا۔

"کیا فائدہ ہو گا اس سے۔ اگر تمہیں گھنٹے کے لئے بھی حوالات نصیب ہوئی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ کیا سمجھے۔"

"تو پھر میں کیا کروں۔"

"جے سیکا کا تعاقب۔"

"پھر آپ نے وہی کہا۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "کیا ہوا کا تعاقب کروں۔"

"میں ابھی بتاؤں گا۔ اب اٹھو۔ تمہارے چہرے پر تھوڑا رندا چلا دیا جائے۔ ورنہ.... پھر جانتے ہی ہو۔"

وہ اسے ساتھ لے کر تجربہ گاہ کی طرف جانے لگا۔ ایک نوکر کو ہدایت کر دی کہ اگر کوئی فون آئے تو اسے بلا لیا جائے۔

تھوڑی دیر بعد حمید کے چہرے کی مرمت شروع ہو گئی۔

"کیا آپ جے سیکا کے ٹھکانے سے واقف ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"عرصے سے.... اس کے کئی ٹھکانے ہیں۔ فی الحال مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ملے گی۔"

"کمال کرتے ہیں آپ بھی۔" حمید بھنا کر بولا۔ "جب آپ اس کے ٹھکانوں سے واقف

تھے تو آپ نے اسے اب تک ٹھکانے کیوں نہیں لگادیا تھا۔"

"ضرورت نہیں سمجھی تھی۔"

"کیوں! کیاوہ بہت بڑے بڑے جرائم کی مرتکب نہیں ہوئی۔"

"ہوئی ہوگی۔ لیکن وہ ایسے نہیں تھے جن سے دلچسپی لیتا۔ عام طور پر بلیک میلنگ اس کا ذریعہ معاش رہی ہے اور اس کے شکار عیاش قسم کے دولت مند لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اونچے طبقے کے عیاش لوگوں سے مجھے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں اور نہ مجھے ایسے قانون سے دلچسپی ہے جو ان کی عیاشیوں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔"

"بہت اونچے اڑ رہے ہیں آج۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"کب نہیں اڑتا۔ اچھا باتیں بند۔ تمہارا اوپری ہونٹ یونہی ہر وقت دست بدعا رہتا ہے اور جب بولنے لگتے ہو تو ناک سے جاملتا ہے۔ ذرا بھینچو اسے.... ٹھیک.... لیکن یاد رہے کہ میک اپ کے باوجود بھی تمہاری آنکھوں پر تاریک عینک ہونی چاہئے۔ جے سیکا کی نظریں بہت تیز ہیں، جو اسکاٹ لینڈ یارڈ کا مخصوص کیمرہ غائب کر سکتی ہے نری ڈیوٹ ہی نہ ہوگی۔"

"بہر حال اس کے دن پورے ہوگئے۔"

"اوہو....!" فریدی مسکرا کر بولا۔ "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔"

"کیا مطلب....!"

"اگر اسکے دن پورے ہوگئے ہیں تو تم پر کسی دائی یا نرس ہی کا میک اپ زیادہ مناسب رہتا۔"

حمید جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"عجیب بات ہے۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔ "محاورہ ایک ہی ہے لیکن استعمال کے معاملے میں جنس کی تبدیلی کے ساتھ ہی اس کے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔"

"محاورے پر ایک یاد آئی۔" حمید نے کہا۔ "ایک صاحب کی سسرال سے خبر آئی کہ ان کی بیوی کا پاؤں بھاری ہوگیا ہے۔ محاوروں کے معاملے میں ذرا کچے تھے۔ سمجھے شائد Elenantisis (فیل پا) ہوگیا ہے۔ فوراً گھبرا کر تار دیا کہ روپے بھیج رہا ہوں۔ علاج شروع کردو۔ جواب میں بذریعہ تار پوچھا گیا کہ کس بات کا علاج۔ اس پر آپ نے ایک لمبا چوڑا تار روانہ کیا۔ مرض خطرناک۔ ابھی شروعات۔ علاج کارگر ہو جائے گا۔ ورنہ پھر زندگی بھر اس سے پیچھا

چھڑانا محال ہو جائے گا۔ وہاں سے جواب آیا جو شائد ان کے سسر نے دیا تھا کہ بزرگوں سے مذاق کرتے شرم نہیں آتی۔ اس پر بڑا تاؤ آیا ان حضرت کو اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگوں کو غصہ عموماً اردو ہی میں آتا ہے۔ لہٰذا اس بار انہوں نے اردو میں خط لکھا۔ پتہ نہیں آپ لوگ کیسے ہیں! علاج کیجئے ورنہ منہ کی کھانی پڑے گی۔ روپے بھیج چکا ہوں۔ ایک ایک پائی میری بیوی کے علاج پر صرف ہونی چاہئے۔ ورنہ میں اپنے قریب کسی ایسی عورت کا وجود برداشت نہ کر سکوں گا جس کا ایک پاؤں یا دونوں پاؤں بھاری ہوں۔ اللہ آپ لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے ادھر ان کے سسرال والے بھی غالباً شاہ مدار اور غازی میاں کے معتقدین میں سے تھے۔ بُری طرح تاؤ کھا گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طلاق تک کی نوبت آ گئی۔"

"بند کرو بکواس۔" فریدی جھنجھلاہٹ میں اس کا اوپری ہونٹ دبا کر بولا۔ "منع کر دیا کہ بولو مت۔"

"میک اپ کی ایسی تیسی۔" حمید جھلا کر الگ ہٹ گیا۔

"تمہاری مرضی! تین بجنے میں پچیس منٹ رہ گئے ہیں۔"

"میرے مرنے میں صرف پچیس منٹ رہ گئے ہیں۔" حمید حلق پھاڑ کر چلایا۔

فریدی نے پھر اسے کھینچ کھانچ کر سیدھا کیا اور اس کے چہرے کی مرمت پھر شروع ہو گئی۔

"کاش میں اپنی ماں کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مر گیا ہوتا۔" حمید نے کچھ اس انداز میں کہا کہ فریدی کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ ساتھ ہی ایک نوکر نے تجربہ گاہ میں داخل ہو کر فون کی اطلاع دی۔ فریدی نیچے چلا گیا۔

میک اپ مکمل ہو چکا تھا اور حمید تحیر آمیز انداز میں بار بار آئینے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا فریدی اسے مچھلی کے شکار کے چارے کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ پھر یہ خواہش اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگی کہ کاش وہ اتنا ہی حسین اور پر کشش ہوتا۔

تھوڑی دیر بعد فریدی واپس آ گیا۔

"اچھا حمید صاحب اب آپ جا سکتے ہیں۔ جمشید منزل نمبر ۱۴ میں مس مالا جگدیش تمہاری شکار ہے۔"

"یعنی جے سیکا۔"

"ہاں ہاں اس کے کئی نام ہیں، اور بے شمار شکلیں۔ اب دفع ہو جاؤ۔"

"میرے مرنے کے بعد آپ کی جائیداد کا وارث کون ہو گا۔" حمید بڑبڑاتا ہوا زینے طے کر رہا تھا۔

اپنی اپنی گھات

رات اپنے سیاہ بازو پھیلائے کائنات پر جھپٹ رہی تھی۔

سرجنٹ حمید چار بجے سے مس مالا جگدیش کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ وہ اس وقت سے اب تک شہر کے مختلف حصوں کے چکر لگاتی رہی تھی۔ اس دوران میں حمید نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اپنے ساتھی کے قتل سے باخبر ہو گئی ہے۔ اس نے اسے پریس رپورٹروں سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کرتے سنا تھا۔

تقریباً سات بجے وہ کیفے کاسینو میں داخل ہوئی۔ یہ اطالوی طرز کا ایک صاف ستھرا کیفے تھا اور اتنا مہنگا بھی نہیں تھا کہ متوسط طبقے کے لوگ اس کی طرف دیکھنے کی بھی ہمت نہ کر سکتے۔

مس مالا یاجے سیکا بھری ہوئی میزوں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی کاؤنٹر کے کلرک کی طرف چلی گئی، جو اسے دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا۔

حمید ایک خالی میز پر جم گیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اُسے اس کا اندازہ لگا لینے میں دشواری نہ ہوئی کہ یہ کیفے جے سیکا ہی کی ملکیت تھا۔ پہلے اس نے کاؤنٹر کلرک کے رجسٹروں کی پڑتال کی۔ پھر ویٹروں کو بلا کر شاید کچھ ہدایاتَ دینے لگی۔

حمید کے ذہن میں کچھ نئے کیڑے کلبلائے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس طرح کسی کا تعاقب کرنا کم از کم اسے زیب نہیں دیتا اور فریدی کو اسے اس گھٹیا قسم کے کام پر ہرگز نہ لگانا چاہئے تھا۔ وہ اپنے محکمے کے کئی انسپکٹروں سے زیادہ ذہین اور تجربہ کار تھا۔ لہٰذا اس کے لئے اتنا واہیات کام تجویز کرنا فریدی کی زیادتی تھی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ فریدی کی انگلی پکڑ کر کب تک چلتا رہے گا۔ کچھ اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہئے۔ لہٰذا.... وہ اپنی عقل ٹٹولنے لگا۔

بات کچھ بھی نہ تھی۔ اس سے پہلے وہ کئی بار مجرموں کا تعاقب کر چکا تھا اور کچھ ایک دو دن

نہیں بلکہ ہفتوں لیکن یہ معاملہ ایک عورت کا تھا اور عورت بھی ایسی جس نے حمید کو بیوقوف بنایا تھا۔ پھر وہ کافی حسین بھی تھی۔ حمید کی نظروں سے اس کا اصلی چہرہ آج تک نہ گزرا تھا مگر اس نے اس کے حسن کے حیرت انگیز تذکرے ضرور سنے تھے۔ مس مالا کے میک اپ میں کچھ زیادہ دلکشی نہیں تھی۔ بس ایک معمولی سا چہرہ۔ ان ہزاروں میں سے ایک جو دن میں سینکڑوں بار نظروں سے گزرتے ہیں، لیکن ان میں سے کسی کی بھی تصویر ذہن میں محفوظ نہیں رہتی۔

بہرحال حمید سوچ رہا تھا کہ خود کو جے سیکا تک پہنچنے کا کون سا طریقہ اختیار کرے وہ یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ جے سیکا اسے بار بار گھور رہی ہے۔ پہلے تو وہ کچھ جھجھکا تھا کہ کہیں اسے اس پر شبہ نہ ہو گیا ہو لیکن بعد میں یہ خیال دل سے نکال دینا پڑا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اسے اپنے وہ چند لمحات یاد آگئے جو اس نے میک اپ کے بعد آئینے کے سامنے گزارے تھے۔ حقیقت دراصل یہ تھی کہ اس کے نقلی خدوخال بڑے دلآویز تھے اور اسی تعاقب کے دوران میں راہ چلتی ہوئی بے شمار لڑکیوں نے اسے گھور گھور کر دیکھا تھا۔

حمید اپنے اگلے اقدام کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ ایک باوردی سب انسپکٹر پولیس کیفے میں داخل ہوا۔ ساتھ ہی حمید کے ذہن نے بھی جست لگائی۔ طریقہ کار بجلی کے کوندنے کی طرح شعور پر لپکا۔ سب انسپکٹر اسی کی طرف آرہا تھا۔ شاید اس کی پشت والی میز اس کی منزل مقصود تھی۔ حمید نے میز پر دھات کا وزنی ایش ٹرے اٹھا کر مٹھی میں دبا لیا۔

جیسے ہی سب انسپکٹر نے اس کے قریب سے گزرنا چاہا اس کے پیر تیزی سے اس کی راہ میں حائل ہو کر پھر اپنی جگہ پر واپس آگئے اور سب انسپکٹر بے خیالی میں پیٹ کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

"ارے....اوہ!" حمید بے اختیارانہ انداز میں اس پر جھک پڑا۔ کچھ اور لوگ بھی اپنی جگہوں سے اٹھے۔

سب انسپکٹر بھاری بھرکم جسم کا ایک معمر آدمی تھا۔ اس لئے خود نہ اٹھ سکا۔ حمید نے کسی طرح کھینچ کھانچ کر اُسے اٹھایا۔ بے چارے کی عجیب حالت تھی۔ غصہ جھنیپ اور کھسیاہٹ کے امتزاج نے اس کے چہرے کو بڑا مضحکہ خیز بنا دیا تھا۔

"کون تھا وہ....!" سب انسپکٹر مجمع کو گھورتا ہوا بھرائی ہوئی آواز میں چیخا۔ "جس نے میرے

پیروں میں ٹانگ اڑائی تھی۔"

"ٹانگ اڑائی تھی۔" کئی تحیر زدہ آوازیں سنائی دیں۔

"ہاں.... کون تھا وہ....!" وہ پھر مجمع کو گھورنے لگا لیکن کوئی کچھ بولا نہیں۔ پھر وہ تیزی سے جے سیکا کی طرف مڑا۔

"آپ کا ہوٹل غنڈوں کا اکھاڑہ بنا ہے۔"

"ایسا نہ کہئے۔" جے سیکا چکیلی آواز میں بولی۔ "آپ شریف آدمیوں کی توہین کر رہے ہیں۔"

"قطعی نامناسب بات ہے۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیجئے۔" ایک آدمی نے بڑھ کر کہا۔

"تو تمہیں تھے۔" سب انسپکٹر اسے گھورنے لگا۔

"تمیز سے بات کیجئے گا جناب۔"

"ارے داروغہ.... جی.... بیکار بات بڑھانے سے کیا فائدہ۔" حمید نے کہا۔ "چلئے جانے بھی دیجئے۔"

اور پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک خالی میز کی طرف لے جاتا ہوا بولا۔ "کمینوں کے منہ لگنے سے کیا فائدہ۔"

جے سیکا حمید کو تحیر آمیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

حمید تھوڑی دیر تک سب انسپکٹر کو ہموار کرتا رہا۔ پھر وہ کچھ کھائے پیئے بغیر ہی اٹھ کر چلا گیا۔ حمید نے ویٹر کو بلا کر کھانے کا آرڈر دیا۔

جے سیکا کاؤنٹر سے اٹھ کر سیدھی اس طرف آئی۔

"کیا میں آپ کا تھوڑا سا وقت لے سکتی ہوں۔" اس نے حمید سے پوچھا۔

"اوہ! تشریف رکھئے۔" حمید اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھئے بیٹھئے! میں اسی پولیس والے کے متعلق بات کروں گی۔"

"فرمایئے۔"

"کیا کہہ رہا ہے۔"

"وہی جو عموماً یہ لوگ کہا کرتے ہیں۔" حمید لاپروائی سے بولا۔

"میرا پرانا دشمن ہے۔" جے سیکا مضطربانہ انداز میں بولی۔ "اب ضرور تنگ کرے گا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"یہ کیفے میرا ہے نا۔"

"اوہ بڑی خوشی ہوئی۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ میں نے اس سے پہلے آپکو یہاں کبھی نہیں دیکھا۔" جے سیکا نے کہا۔

"میں اس شہر ہی میں اجنبی ہوں۔"

"خوب تب تو آپ میری مدد کر سکتے ہیں۔" جے سیکا پر خیال انداز میں بولی۔

"فرمایئے میں حاضر ہوں۔"

"یہاں نہیں۔" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "میرے ساتھ آیئے۔ آپ کا کھانا وہیں آجائے گا۔"

وہ دونوں ایک طویل اور نیم تاریک راہداری سے گزر کر ایک کمرے میں آئے۔

"تشریف رکھئے۔" جے سیکا ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ حمید آرام کرسی پر نیم دراز جے سیکا کے گداز جسم کے لچکیلے خطوط کا جائزہ لے رہا تھا۔ دفعتاً وہ اس کی طرف مڑی۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ایک ننھا سا چمکدار پستول تھا۔

"اب بتاؤ۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "تمہیں جنبش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

"اگر نہ اٹھاؤں تو۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "ویسے تم بھی اپنے قبیلے کی ہی معلوم ہوتی ہو۔"

"تم نے اس سب انسپکٹر کو گرا کر اُس کے ہولسٹر سے ریوالور کیوں نکالا تھا۔"

"اوہ تو تم یہ بھی دیکھ رہی تھیں۔" حمید حیرت سے بولا۔

جے سیکا ہنس پڑی۔

"اور پھر تم نے اس کے ہولسٹر میں میرا ایک وزنی ایش ٹرے ڈال دیا تھا۔"

"مجھے انکار تو نہیں۔" حمید مسکرایا۔ "یہ دیکھو.... یہ رہا۔"

"ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔" جے سیکا گرج کر بولی۔

"تمہاری آواز بڑی رسیلی ہے۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کاش تم اتنی حسین بھی ہوتیں۔"

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"چلو میں تمہارا دل نہیں توڑوں گا۔" حمید اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا۔

"تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔" جے سیکا نے پوچھا۔

"اگر تم بہت زیادہ حسین ہوتیں تو یہ بھی بتادیتا۔" حمید لاپروائی سے بولا۔

"میں تمہیں اسی حالت میں پولیس کے حوالے کرسکتی ہوں۔"

"کیوں! میں نے کیا کیا ہے۔" حمید نے معصومیت سے پوچھا۔

"اوہو! اتنے بھولے۔" جے سیکا ہنس پڑی پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "مجھے اس کی وجہ بتاؤ ورنہ میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں۔"

"اور اس طرح تم میری جیب سے وہ ریوالور برآمد کرالو گی۔"

"ہاں....!"

"لیکن وہ اب میری جیب میں نہیں۔"

"تم جھوٹے ہو۔"

"تلاشی لے لو میری جان۔"

"بدتمیزی نہیں۔" وہ بگڑ کر بولی۔

"کیوں کیا مری جان گالی ہے۔"

"بکو مت! تم کون ہو؟"

"تین بٹا آٹھ۔" حمید لاپروائی سے بولا۔ "تمہارا پستول مجھے پسند آیا۔ اب اسے احتیاط سے رکھنا۔"

"میں پولیس انسپکٹر نہیں ہوں۔"

"لیکن وزن میں اس سے بہت زیادہ ہلکی ہو۔"

"اگر تم نہیں بتاتے تو میں پولیس کو فون کرتی ہوں۔" اس نے فون کے ڈائل پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ضرور کردو! اور ہاں ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ آتے وقت تمباکو کا ایک ڈبہ بھی لیتے آئیں۔ میں نے بڑی دیر سے پائپ نہیں پیا۔ پرنس ہنری پیتا ہوں۔"

"میں کہتی ہوں ضد سے کیا فائدہ۔"

"میں کہتا ہوں کہ وہ ریوالور تمہارے ڈسک سے برآمد ہوگا۔"

"کیا....؟"

"ہاں...پیاری لڑکی... میرا نام اناڑی خاں نہیں... میں ہر وقت ہوشیار رہنے کا عادی ہوں۔"

"تم آخر ہو کون....؟"

"ایک بہت بُرا آدمی۔ لیکن تم کون ہو۔"

"ایک شریف عورت۔"

"بڑی خوشی ہوئی مل کر۔ میں عرصہ سے کسی شریف عورت کی تلاش میں تھا۔"

"تمہاری وجہ سے میرے ہوٹل کی بدنامی ہوئی۔"

"ابھی تو نہیں ہوئی.... لیکن....!"

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"کمال کرتی ہو۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ریوالور میری جیب میں نہیں۔ میں نے بڑی دیر سے پائپ نہیں پیا۔"

جے سیکا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ وہ تھوڑی دیر تک حمید کو گھورتی رہی پھر اس نے اپنا ننھا سا پستول بلاؤز کے گریبان میں رکھ لیا۔

"آج معلوم ہوا کہ عورتیں پستول کہاں رکھتی ہیں۔"

جے سیکا دوسری طرف دیکھنے لگی اور حمید اٹھ کر اُس کے قریب چلا گیا۔

"کہتا تو ہوں کہ تلاشی لے لو۔"

وہ اسے پھر کچھ دیر تک گھورنے کے بعد بولی۔

"خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"ابھی تو کچھ بھی نہیں۔ لیکن شائد تم صبح کے اخبار میں اسی سب انسپکٹر کی خودکشی کا حال پڑھو اور یہ معلوم کر کے ضرور چونکو گی کہ اس کا سرکاری ریوالور اس کے ہاتھ میں دبا ہوا پایا گیا۔"

"اوہ....!" جے سیکا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ تھوڑی دیر تک، خاموش رہی پھر بولی۔ "لیکن تم مجھے یہ سب کچھ بتا رہے ہو؟"

"مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں ہم پیشہ ہیں۔"

"بکواس ہے۔"

"اوہ.... تو کیا تم.... مجھے اپنے پستول کا لائسنس دکھا سکو گی۔"

"کیوں نہیں؟"

"جھوٹ مت بولو۔" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "میری معلومات بہت وسیع ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس شہر میں صرف تین عورتوں کے پاس پستول لائسنس ہے اور مس مالا جلد لیش ان میں سے نہیں۔"

"تم تو کہتے تھے کہ تم اس شہر میں اجنبی ہو۔"

"جس کی اصلیت سے کوئی واقف نہ ہو، اسے اجنبی ہی کہا جائے گا۔" حمید اپنے پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا۔

تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی۔ پھر حمید خود بخود بڑبڑانے لگا۔ "جب جیب ہلکی ہو جائے تو قتل بھی کرنے پڑتے ہیں۔"

"تو تم قاتل بھی ہو۔" جے سیکا بولی۔

"ابھی تک تو نہیں تھا۔ لیکن آج رات.... بیس ہزار روپے تھوڑے نہیں ہوتے۔"

"اور اس قتل کو خودکشی ثابت کرنے کے لئے مقتول ہی کا ریوالور استعمال کرو گے۔ آخر کیوں؟ قتل کی وجہ!.... بیس ہزار روپے کون دے گا۔"

"جو قتل کرائے گا۔"

"کون؟"

"تم میری بیوی نہیں ہو کہ سب کچھ بتا دوں گا۔" حمید بگڑ کر بولا۔

"ہونہہ! تم یہاں سے ہتھکڑیوں میں جاؤ گے۔" جے سیکا سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں جے سیکا میری جان۔"

"کیا....؟" جے سیکا اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ بلاؤز کے گریبان سے دوبارہ پستول نکالتی، حمید نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔

"پستول کی ضرورت نہیں۔" حمید ہنس کر بولا۔ "تمہاری ایک نظر ہی کافی ہے۔"

"چھوڑو مجھے۔" وہ زور لگانے لگی۔

"کھا تھوڑا ہی جاؤں گا۔" حمید شکایت آمیز لہجے میں بولا۔

"میں شور مچاتی ہوں۔"

"لاحول ولا قوۃ۔" حمید منہ بنا کر بولا۔ "عورت چاہے جتنا بڑھ جائے۔ عورت ہی رہے گی، جے سیکا کو شور مچانے کی دھمکی دیتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔"

"تم کون ہو؟" وہ حمید کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ فریدی نے حمید کو تاریک شیشوں کی عینک لگانے کا مشورہ دیا تھا لیکن حمید نے اندھیرا ہوتے ہی اسے آنکھوں سے ہٹا دیا تھا۔

"مجھے یاد نہیں کہ والدین نے میرا کیا نام رکھا تھا۔" حمید سنجیدگی سے بولا۔ "ویسے نارنگ مجھے نمرود کہا کرتا تھا۔"

"ڈاکٹر نارنگ.... یعنی....!" جے سیکا ہکلائی۔ "مسٹر کیو[1].... وہ خوفناک آدمی۔"

"ہاں....!" حمید گلوگیر آواز میں بولا۔ "اس نے مجھے بیٹے کی طرح پالا تھا اور صرف میں ہی یہ جانتا تھا کہ وہی مسٹر کیو ہے۔ افسوس کہ ہمارا قافلہ لٹ گیا۔ اس نے وقتی پاگل پن کے تحت اپنے ان ساتھیوں کو مار ڈالا تھا جن تک اس کا ہاتھ پہنچ سکتا تھا لیکن اس کے بقیہ ساتھیوں کے متعلق پولیس کچھ نہ معلوم کر سکی۔ اس نے مرتے دم تک ان کا پتہ نہیں دیا۔"

"ہاتھ تو چھوڑو میرے۔" جے سیکا آہستہ سے بولی۔

حمید نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے اور وہ ایک آرام کرسی پر گر گئی۔

"مسٹر کیو کی نظر تم پر بھی تھی لیکن اسے وقت ہی نہ مل سکا۔"

"تو اب تم نے مسٹر کیو کی جگہ سنبھالی ہے۔" جے سیکا نے کہا۔

"نہیں میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ مجھے چند ساتھیوں کی ضرورت ہے۔"

"ساتھیوں یا غلاموں کی۔" جے سیکا طنز آمیز لہجے میں بولی۔

"حسب حیثیت برتاؤ کرنے کا عادی ہوں۔ اب مثلاً تم ہو۔ اگر تم میری ساتھی ہو جاؤ تو میں تمہیں برابری کا درجہ دوں گا کیونکہ ہم دونوں برابر کی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔"

جے سیکا کسی سوچ میں پڑ گئی۔

---

[1] مسٹر کیو جیسے خوفناک آدمی کی داستان کیلئے جاسوسی دنیا کا خاص نمبر "لاشوں کا آبشار" ملاحظہ فرمائیے۔

دو مکار

حمید تین دن تک جے سیکا کے ساتھ سر مارتا رہا۔ دونوں میں سمجھوتہ ہو گیا تھا۔ ابھی تک یہ بات نہیں معلوم ہو سکی تھی کہ وہ اس سے کیا کام لینا چاہتی ہے۔ حمید نے اپنی کارگزاریوں کی اطلاع فریدی تک پہنچا دی تھی لیکن اس طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ جس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ حمید کا یہ اقدام غیر مناسب نہیں تھا۔

جے سیکا اس کے لئے بڑی دلچسپ ثابت ہوئی تھی۔ تین ہی دنوں میں دونوں اس طرح گھل مل گئے تھے جیسے برسوں سے ساتھ رہتے چلے آرہے تھے۔ وہ دن بھر کہیں غائب رہتی اور حمید گھر پر پڑا اونگھتا رہتا۔ اس سے آگے بڑھنا اس نے مناسب نہ سمجھا تھا۔ سر شام وہ واپس آتی اور پھر دونوں کافی رات گئے تک ہوٹلوں، رقص گاہوں اور باروں کے چکر لگاتے رہتے۔

حمید نے مونچھ مونڈنے والے مسئلے کو قصداً نہیں چھیڑا تھا۔ وہ اپنی ہمہ دانی سے اسے اتنا مرعوب نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اس پر شبہ ہو جائے کیونکہ جے سیکا بہرحال ایک ذہین عورت تھی۔ عورتیں یوں بھی فطرتاً شکی ہوتی ہیں۔ اس پر اگر اسے تھوڑی بہت ذہانت بھی نصیب ہو جائے تو پھر کیا کہنا۔ وہ اپنے وجود پر شبہ کرنے لگتی ہے۔

آج رات بڑی خوشگوار تھی۔ حمید نے سوچا تھا کہ نکھری ہوئی چاندنی کا لطف شہر سے باہر کسی پر فضا مقام پر اٹھائے گا۔ لیکن جے سیکا شاید آج اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی جس کے لئے اسے تین دن تک سرگرداں رہنا پڑا تھا۔

"آج ہوگا تمہاری صلاحیتوں کا امتحان۔" اس نے حمید کو مخاطب کیا، جو آرام کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پائپ پی رہا تھا۔

"کیا نٹوں کی طرح رسے پر چلنا ہوگا، جے سیکا ڈارلنگ! تمہارے لئے میں سوئی کے ناک سے بھی گزر سکتا ہوں۔"

"ہاں ہاں! بس آج دیکھ لیا جائے گا۔ ویسے باتیں تو خاصی بنا لیتے ہو۔"

''ہونہہ! معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھے آگ کے سمندر میں چھلانگ لگانے کا مشورہ دوگی۔''

''نہیں! ایک بہت معمولی سی بات۔''

''یعنی....!''

''میں ایک آدمی کی گردن میں ہاتھ ڈالوں گی اور تمہیں ہم دونوں کی تصویر لینی پڑے گی۔''

''لاش کھینچنی پڑے گی اس کی۔'' حمید بھنا کر بولا۔ ''اس اُلو کے پٹھے کی تصویر لوں گا.... میں!.... اور تم اس کی گردن میں ہاتھ ڈالو گی۔ تمہارا وہ ہاتھ جڑ سے کاٹ ڈالوں گا سمجھیں۔''

''بیکار باتیں مت کرو۔ یہ بزنس ہے اور پھر تم میرا ہاتھ کیوں کاٹو گے۔ تم ہو کون؟ مجھ سے صرف کاروباری معاملات میں سمجھوتہ ہوا ہے۔''

''اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم سے عشق بھی ہو جائے گا تو میں کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کرتا۔''

''نمرود! بکواس مت کرو۔ تم سے پہلے والا نمرود تمہاری طرح احمق نہیں تھا۔''

''نہ رہا ہوگا۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے اور تمہیں بھی مجھ سے عشق کرنا پڑے گا۔ سمجھیں۔''

''تب پھر ہمارا معاہدہ ختم۔'' جے سیکا منہ بنا کر بولی۔

''کیوں....؟''

''مجھے دولت کے علاوہ اور کسی چیز سے عشق نہیں۔''

''تمہیں مجھ سے عشق کرنا پڑے گا۔'' حمید نے میز پر گھونسہ مار کر کہا۔ ''ورنہ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔''

''بھلا گردن توڑنے سے کیا ہوگا۔'' جے سیکا مسکرا کر بولی۔

''مر جاؤ گی۔''

''پھر....!''

''مرنے کے بعد تم عشق سے انکار نہ کر سکو گی اور میں تمہیں چپ چاپ پوجتا رہوں گا۔ مجھے تو دراصل تمہاری روح سے عشق ہے۔ جسم میرے لئے قطعی بے کار ہے۔ اس لئے میں اس کا قیمہ کر کے کباب بناؤں گا۔''

''چلو اٹھو! فضول وقت برباد کر رہے ہو۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"جے سیکاڈارلنگ اپنی اصل صورت دکھادو۔" حمید اٹھتا ہوا بولا۔

"اگر تم نے آج کامیابی حاصل کرلی تو تمہاری یہ خواہش بھی پوری کردی جائے گی۔" جے سیکا نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا وہ اتنا ہی خطرناک کام ہے۔"

"قطعی! جس وقت ہمیں یہ کارنامہ سرانجام دینا ہوگا ہم کچھ خطرناک آدمیوں کے درمیان میں ہوں گے۔"

"لیکن.... یہ تصویر کیوں؟"

"بعد کو بتاؤں گی۔ اگر ہم کامیاب ہوگئے تو.... دونوں ہاتھ سے دولت سمیٹیں گے۔"

"صرف تم سمیٹو گی.... میری دولت تو تم ہی ہو۔"

"اوہو.... تو پھر....؟" جے سیکا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"سمیٹنا دونوں ہاتھوں سے۔" حمید نے جملہ پورا کردیا۔

"پھر بیکار باتوں پر آگئے ہو۔ چلو اٹھاؤ وہ کیمرہ۔ میں نے نیا بلب فٹ کردیا ہے۔ دو ایک فالتو بھی رکھ لئے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد وہ ایک سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھے شہر کی سڑکیں ناپ رہے تھے۔ لیکن اس سے بے خبر تھے کہ ایک دوسری کار ان کا تعاقب کررہی ہے۔

"سنو....!" حمید نے جے سیکا کو مخاطب کیا۔ "میرے خیال سے اگر تم مجھے پوری پچویشن سے پوری طرح باخبر کردیتیں تو بہتر تھا ورنہ ہوسکتا ہے کہ میں کہیں چوک جاؤں۔"

"اس عمارت میں کل آٹھ ہوں گے۔" جے سیکا نے کہا۔ "ان میں سے ایک بڑا خطرناک ہے۔ بڑی مونچھ والا اور اسی کے ساتھ میری تصویر لی جائے گی۔"

"کام خطرناک ہے۔" حمید تذبذب میں پڑ گیا۔

"ڈر گئے۔"

"نہیں.... لیکن.... تم نے مجھے دن ہی سے بتادیا ہوتا تو میں کوئی طریقہ کار متعین کرنے کی کوشش کرتا۔"

"سوچنے سمجھنے کے لئے صرف پندرہ منٹ درکار ہوتے ہیں۔" جے سیکا بولی۔

حمید الجھن میں پڑ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی فریدی ہی کا خیال سچ تھا۔ کیا جے سیکا اس آدمی کو پا گئی ہے جس کی اسے تلاش تھی۔ اگر ایسا ہے تو اسے فریدی کو اس سے مطلع کرنے کی مہلت تو ملنی چاہئے۔

"کیوں نہ میں دو ایک آدمیوں کو طلب کر لوں۔" حمید نے کہا۔

"نہیں میں زیادہ بھیڑ اکٹھا کرنا نہیں چاہتی۔" جے سیکا بولی۔ "میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے۔"

"تو بتاؤ نا.... تمہارے عشق میں۔"

"پھر شروع کر دی بکواس۔ کام کی بات کرو۔"

"جانتی ہو.... ہندی میں کام کسے کہتے ہیں۔"

"اب میں چانٹا مار دوں گی۔" جے سیکا جھنجھلا کر بولی۔

"ہاں تو وہ تدبیر کیا تھی۔" حمید نے پوچھا۔ جے سیکا تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔

"اس عمارت کے سامنے پہنچ کر میں پاگل بن جاؤں گی۔ ظاہر ہے کہ وہاں بسنے والے باہر ضرور نکل آئیں گے۔ اگر ان میں وہ بڑی مونچھ والا بھی ہوا تو کام بن جائے گا۔"

"کس طرح.... پوری بات ختم کر کے رکا کرو۔" حمید بولا۔

"جیسے ہی میں اس سے لپٹوں.... تصویر لے لینا۔"

"میں اس اُلو کے پٹھے کو بھونسہ بنا دوں گا۔" حمید بگڑ کر بولا۔ "تم اس سے لپٹو گی۔ اس کی مونچھیں اور تمہاری گردن اکھاڑ دوں گا۔"

"تم ناکارہ ثابت ہوئے۔" جے سیکا اداسی سے گردن ہلا کر بولی۔

"یعنی تم میری محبوبہ! میرے سامنے اس سے لپٹو گی اور میں دیکھوں گا۔"

"میں تمہاری محبوبہ ہوں۔" جے سیکا دانت پیس کر بولی۔

"اور نہیں تو کیا لونڈی ہو۔ نوکرانی وغیرہ وغیرہ ہو۔"

"شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں۔" جے سیکا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"ایک حبشی نے سکندر سے بھی یہی پوچھا تھا۔ لہٰذا میں اتنے تاریخی سوال کو جواب نہیں دے سکتا۔ تاریخ اور جغرافیہ سے مجھے ازلی بیر ہے۔"

جے سیکا نے کار روکتے ہوئے کہا۔ "اتر جاؤ نیچے۔ اب کبھی دکھائی نہ دینا۔"

"ہائیں! تو کیا تم اندھی ہو جانے کا ارادہ رکھتی ہو۔" حمید اچھل کر بولا۔

"اترو! تم بہت زیادہ غیر سنجیدہ آدمی ثابت ہوئے۔ مجھے اپنی حماقت پر افسوس ہے۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے مجھ سے عشق کر کے حماقت کی۔" حمید نے معصومیت سے کہا۔

جے سیکا نے دانت پیس کر گیئر زپر ہاتھ رکھا اور کار پھر چل پڑی۔ حمید بڑبڑاتا رہا۔

"واہ یہ اچھی رہی۔ ہم رقیبوں کے فوٹو اتارتے پھریں.... اور وہ بھی کس حالت میں.... مر جانے کا مقام ہے۔ تم تو غالب کے زمانے کی محبوباؤں سے بھی زیادہ خطرناک نکلیں۔"

"خدا کے لئے تنگ مت کرو۔" جے سیکا اکتائے ہوئے انداز میں بولی۔

"تو ایسا بولو ناں۔" حمید دانت پر دانت جما کر منمنایا۔

پھر راستہ خاموشی سے گزرتا رہا۔ ایک جگہ اچانک جے سیکا نے کار روک لی۔

"کوئی تعاقب کر رہا ہے۔" وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "میں بڑی دیر سے محسوس کر رہی ہوں۔"

حمید نے بھی مڑ کر دیکھا۔ دور کسی کار کی ہیڈ لائیٹس دکھائی دے رہی تھیں۔

سڑک سنسان تھی۔ آنے والی کار کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔

"انجن بند کردو۔" حمید آہستہ سے بولا۔ جے سیکا نے بے چوں و چرا تعمیل کی۔

حمید تیزی سے نیچے اتر کر انجن پر اس طرح جھک گیا جیسے اس میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔ جیسے ہی وہ کار ان کے قریب سے گزری ایک فائر ہوا اور ساتھ ہی جے سیکا کی چیخ سنائی دی۔

پھر دوسرا فائر ہوا لیکن حمید صاف بچ گیا۔ ویسے وہ زمین پر لڑھک ضرور گیا تھا۔ کار کی عقبی سرخ روشنی دور اندھیرے میں چمک رہی تھی۔

جے سیکا چیخ کر نیچے کود پڑی۔

"ارے تو کیا تم زندہ ہو۔" حمید اٹھتا ہوا بولا۔

"اور تم.... اور تم....!" جے سیکا کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"میں تو شائد مر گیا ہوں.... پتہ نہیں.... ٹھیک نہیں بتا سکتا۔"

"کہاں لگی....!"

"دل میں.... ہائے۔"

حمید نے پھرتی سے اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ لیکن جے سیکا ابھی تک نیچے ہی کھڑی ہوئی شائد اسے گھور رہی تھی۔

"کیا تم بھی مر گئیں۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "بیٹھو بھی۔"

جے سیکا اس کے برابر بیٹھ گئی۔ لیکن وہ خاموش تھی۔ حمید نے کار اسٹارٹ کر دی۔

"واپس چلو۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"ہونہہ..... میں نے اس نامعلوم آدمی کا چیلنج قبول کر لیا ہے۔"

"نہیں واپس۔"

"بکومت.....!" حمید نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور جے سیکا ایک گھٹی گھٹی سی سسکی کے ساتھ اس کے شانے سے لگ گئی۔

"کیا وہی بڑی مونچھ والا تھا۔" حمید نے پوچھا۔

"شائد۔" وہ آہستہ سے بولی۔ اگلی کار کی رفتار پہلے سے بہت زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ حمید نے اپنی کار کی رفتار ایک سی رکھی۔

"عورتیں ہمیشہ بڑے ٹیڑھے ترچھے راستے اختیار کرتی ہیں۔ تمہارا مقصد دوسری طرح بھی پورا ہو سکتا تھا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"اوہ.... لیکن تم مجھے احمق کیوں سمجھتی ہو۔" حمید نے کھردرے لہجے میں کہا۔ "میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں اور یہ بات ابھی میری سمجھ میں آئی ہے۔ میں نے فائر کرنیوالے کی جھلک دیکھی تھی۔ اسکی مونچھیں بڑی تھیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک گونگی لڑکی اسکے قبضے میں ہے۔"

"تم کس طرح جانتے ہو۔" جے سیکا اچھل پڑی۔

"جس طرح تم جانتی تھیں۔ اگر تم نے مجھے پہلے بتایا ہوتا تو گھر بیٹھے ہی سب کچھ ہو سکتا تھا۔ اس طرح تم دوہرے میک اپ کی زحمت سے بھی بچ جاتیں۔"

"تم جانتے ہو۔"

"ہاں مری جان! تم صرف عورت ہو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اسکارٹ لینڈ یارڈ کا اینٹی ایم۔ یو کیمرہ ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم نے دوہرا میک اپ کر رکھا ہے۔ گونگی کلاوتی کے میک

اپ پر ریشم کے کپڑوں کا ایکسٹریکٹ لگا کر مس مالا کا میک اپ کیا گیا ہے۔ اگر تم پہلے سے بتاتیں تو میں اس بڑی مونچھ والے کا میک اپ کر لیتا اور پھر گھر بیٹھے وہ تصویر تیار ہو جاتی جس کے ذریعہ تمہیں دولت پیدا کرنی ہے۔"

جے سیکا کچھ نہ بولی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ دفعتاً حمید نے محسوس کیا جیسے کوئی سخت سی چیز اس کے بائیں پہلو میں چبھ رہی ہو۔

"کار پھیرو! ورنہ گولی مار دوں گی۔" جے سیکا کے لہجے میں سختی تھی۔ پھر حمید کو یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی کہ پہلو میں چبھنے والی چیز پستول کی نال تھی۔

"جہنم میں جاؤ.... مجھے کیا کرنا۔" اس نے کار موڑ لی۔

"تم کون ہو....؟"

"اُلو کا پٹھا۔" وہ ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "ہٹاؤ یہ پستول وستول۔ مجھے شور مچانے والی چیزوں سے نفرت ہے۔ میں تو گلا گھونٹ کر مارتا ہوں۔"

"اور تم انسپکٹر فریدی یا سرجنٹ حمید ہو۔" جے سیکا کے لہجے میں زہریلا طنز تھا۔

حمید اس ریمارک پر بوکھلا گیا۔ لیکن اس نے کسی طرح کی پریشانی ظاہر نہ ہونے دی۔

"نہیں میں شرلاک ہومز ہوں۔ پیارے ڈاکٹر واٹسن.... اور ابھی میں تمہیں ہندوستانی حقہ پلاؤں گا۔" حمید نے یہ کہہ کر کار روک دی۔

"چلو! ورنہ فائر کر دوں گی۔"

"کر دو....!" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

جے سیکا شاید ہچکچا رہی تھی۔ دفعتاً حمید نے جھٹکا مارا اور دوسرے لمحے میں پستول اس کے ہاتھ میں تھا۔ جے سیکا اس سے لپٹ پڑی۔ لیکن حمید نے پستول کو دور کہیں اندھیرے میں پھینک دیا۔

"اب میں تمہارے کباب تلوں گا۔" حمید بولا۔ "سرجنٹ حمید کے سر پر ہتھوڑا مار کر بچ نکلنا آسان کام نہیں۔ میرا زخم اس وقت بھی دکھ رہا ہے۔ شاید میک اپ کے نیچے سڑ بھی گیا ہو۔"

جے سیکا تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔

"اگر تم سرجنٹ حمید ہو تو میں تمہیں بہت عرصے سے چاہتی ہوں۔ تم ہمیشہ میرے خوابوں میں رہے ہو.... میں نے تمہیں پوجا ہے۔"

"میں بھی تمہیں پوجوں گا.... گھبراؤ نہیں۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

"مگر تم بے درد اور ظالم ہو۔" جے سیکا کے لہجے میں شکایت تھی۔

"نہیں میں خواجہ میر درد ہوں۔" میرا ایک شعر سنو

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن

"ہائے میرے ہاتھ ٹوٹے۔" جے سیکا منمنا کر کراہی۔

"فکر مت کرو۔ تمہارے ٹوٹے ہاتھ بطور یادگار اپنے البم میں رکھوں گا۔"

"ارے ظالم...."

"ظالم نہیں غالب تخلص کرتا ہوں۔ دوسرا شعر سنو

کعبہ جاؤ گے اسی منہ سے جناب غالب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

موت کا پھندہ

تھوڑی دیر بعد جے سیکا کی کار فریدی کی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔

حمید نے اسے بڑے بے دردی سے کھینچ کر باہر نکالا۔

"کیا اب میں عورت نہیں.... حسین.... کنول کی پنکھڑیوں کی طرح۔" جے سیکا بے بسی سے بڑبڑائی۔

"نہیں تم اب بھی جمہوریۂ دل کی پریذیڈنٹ ہو مری جان۔" حمید اسے پورٹیکو کی طرف دھکا دیتا ہوا بولا۔

فریدی کہیں جانے کے لئے تیار تھا۔ جے سیکا کو اس حال میں دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں وہ پھر سنجیدہ نظر آنے لگا۔

"اسے کیوں لائے۔" وہ حمید کی طرف مڑا۔

"کیوں....؟" حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کھولو ہاتھ۔" فریدی کے لہجے میں سختی تھی۔

حمید نے گردن جھٹک کر جے سیکا کے ہاتھ کھولنے شروع کر دیئے۔

"بھاگ جاؤ۔" فریدی نے جے سیکا سے کہا۔

"ارے.... ارے یہ جے سیکا ہے۔" حمید بوکھلا کر بولا۔

"میں جانتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ کیا چاہتی ہے۔"

جے سیکا خاموش کھڑی رہی۔

"کیا چاہتی ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"کلاوتی کا اغوا۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ "اس پر پولیس کا ہاتھ پڑنے سے پہلے ہی اسے ان لوگوں کے قبضے سے نکال لے جانا چاہتی ہے تاکہ اس کے عیوض اس کے ماموں سے تین لاکھ روپے حاصل کر سکے۔"

"اور اسی لئے آپ اسے نکل جانے کا موقع دے رہے ہیں۔" حمید کے لہجے میں تلخی تھی۔

"جے سیکا جیسی ننھی منی مجرموں پر ہاتھ ڈالنا میری شان کے خلاف ہے۔" فریدی نے کہا۔

"خواہ وہ سر ہی کیوں نہ پھاڑ دیں۔" حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

"وہ میرے ساتھی کی حرکت تھی۔" جے سیکا آہستہ سے بولی۔

"تمہارے ساتھی کا قاتل شیر سنگھ ہے۔" فریدی نے جے سیکا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھے معلوم ہو گیا ہے۔"

"کون شیر سنگھ....!" حمید نے پوچھا۔

"وہی جس کے لئے مونچھوں کی صفائی ہوا کرتی تھی۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ پھر جے سیکا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "کیا تم اسے پہچانتی نہیں تھیں۔"

"جی نہیں۔" جے سیکا بولی۔ "میں نے اس کے متعلق صرف یہ سن رکھا تھا کہ وہ اسی شہر میں مقیم ہے۔ اس کے چہرے پر گھنی مونچھیں ہیں اور اوپری ہونٹ پر برابر کے دو تل ہیں جن میں ایک سیاہ ہے اور دوسرا سرخ۔"

"اور انہیں تلوں کے لئے تم مونچھیں صاف کیا کرتی تھیں۔"

جے سیکا نے گردن جھکالی۔

"میرا پھٹا ہوا سر انتقام چیخ رہا ہے۔" حمید نے ہانک لگائی۔

"میرا سر حاضر ہے۔" جے سیکا سنجیدگی سے بولی۔

فریدی حمید کو گھورنے لگا۔

"جاؤ....!" فریدی اس کی طرف دیکھ کر بولا۔ "لیکن ان تین لاکھ روپیوں کا خیال دل سے نکال دو۔ تم مس مالا کی حیثیت سے باعزت زندگی بھی بسر کر سکتی ہو۔ فریدی سے الجھنا عورتوں کے بس کا روگ نہیں۔"

"مجھے شرمندگی ہے۔" جے سیکا اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کے چلے جانے کے بعد حمید دیر تک فریدی کو گھورتا رہا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں۔" حمید مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔ "میں سوچ رہا تھا کہ آپ جھکے بھی تو ایک مجرمہ کی طرف۔"

"ابھی بچے ہو۔"

"بڑھاپا آپ ہی کو مبارک ہو۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا۔ "لیکن کیا میں اس وقت کی مصلحت کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔"

"ہوں....اوں۔" فریدی اس کے گلے میں لٹکا ہوا کیمرہ اتارتا ہوا بولا۔ "خود ہی چھوڑ گئی۔ سمجھدار عورت ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک کیمرے کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ پھر اسے میز پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"چلو اٹھو....!"

"کہاں؟"

"شیر سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے۔"

"وہ ہیں کہاں؟"

"جہاں اس وقت تمہیں جے سیکا لے جا رہی تھی۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا۔" حمید نے حیرت سے کہا۔

"جو کام میں نے تم سے لینا تھا وہ پھر دوسروں سے لینا پڑا۔ آخر جے سیکا سے مل بیٹھنے کی کیا

ضرورت تھی۔"

"تو نقصان کیا ہوا۔"

"اگر تمہیں نقصان کا بھی احساس نہیں تو تم دو کوڑی کے آدمی ہو۔"

"آخر ہوا کیا؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ میں نے چاہا تھا کہ صرف جے سیکا کے پیچھے لگ کر اس کی مشغولیات کا جائزہ لو۔ ظاہر ہے کہ وہ شیر سنگھ کی تلاش میں تھی۔ لہٰذا ہم تھوڑے وقت میں اس کی جانفشانیوں سے فائدہ اٹھا سکتے تھے، لیکن تمہیں تو بس ایک عورت چاہئے خواہ وہ کوئی ہو۔"

"ارے تو میں نے کون سی غلطی کی۔"

"تضیع اوقات.....!"

"اور آپ ہی نے کون سا بڑا تیر مارا۔" حمید منہ بنا کر بولا۔ "اس سے یہ بھی تو نہ پوچھ سکے کہ وہ کلاوتی کے ماموں سے تین لاکھ روپے کس طرح حاصل کرتی۔"

"غیر ضروری باتوں میں پڑنا میرا کام نہیں اور پھر یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس نے تین لاکھ روپیوں کے انعام کا اعلان کیا تھا۔ کوئی بھی کلاوتی کو اس تک پہنچا کر یہ انعام حاصل کر سکتا ہے۔"

"تو گویا اب آپ اس کے مستحق ہیں۔"

"جی نہیں! مجھے اس کا خیال بھی نہیں اور نہ کلاوتی والے کیسے سے دلچسپی ہے۔ مجھے تو ایک ایسے عادی مجرم کو پکڑنا ہے جو کئی خون کرنے کے باوجود بھی اب تک پولیس کی گرفت سے بچا رہا ہے۔"

"کون! وہی شیر سنگھ!"

"جناب.....!"

"اور آپ اس کی قیام گاہ سے واقف ہو گئے ہیں۔"

"جے سیکا کی بدولت۔" فریدی بجھا ہوا سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"بہر حال اس بار ہمیں کولمبس بننا پڑے گا۔" حمید بولا۔ "چلے تھے ہندوستان کی تلاش میں پہنچ گئے امریکہ۔"

"ایسا تو نہیں ہوا۔ شیر سنگھ کی شخصیت شروع ہی سے ہمارے سامنے رہی ہے یہ اور بات ہے

کہ ہم اس کا نام نہ جانتے رہے ہوں۔ ظاہر ہے کہ جے سیکا کو اسی کی تلاش تھی۔"

"لیکن یہ شیر سنگھ ہے کون؟ کوئی مشہور آدمی تو نہیں معلوم ہوتا۔"

"مشہور تو نہیں لیکن خطرناک ہے اور اگر اس کے جرائم پر پردہ نہ پڑا ہوتا تو مشہور بھی ہوتا۔ باتوں میں وقت نہ ضائع کرو۔ چلو اٹھو۔"

"اسی حلئے میں۔" حمید نے پوچھا۔

"نہیں اب میک اپ کی ضرورت نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ ان لوگوں نے تمہیں جے سیکا کے ساتھ دیکھا ہو۔"

حمید نے تھوڑی دیر قبل کا واقعہ دہرا دیا۔

"تو تم اب تک کیوں خاموش رہے تھے۔" فریدی جھنجھلا کر بولا۔ "سب چوپٹ کر دیا تم نے۔"

"کیوں....؟"

"میرا خیال ہے کہ مجرم پھر ہاتھ سے گیا۔ اب میں پولیس کی مدد لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ چلو اٹھو۔"

فریدی نے حمید کو لیبارٹری میں لے جا کر اس کا میک اپ بگاڑ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کیڈی لاک سنسان سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ بارہ بج رہے تھے اور شہر کی ہنگامہ پرور فضا پر آہستہ آہستہ اضمحلال طاری ہوتا جا رہا تھا۔

"مجھے توقع نہیں کہ وہ لوگ اب اس عمارت میں موجود ہوں۔" فریدی کہہ رہا تھا۔ "انہیں شبہ ہو گیا ہے کہ جے سیکا ان کی قیام گاہ سے واقف ہو گئی ہے۔ ورنہ وہ خواہ مخواہ تم دونوں پر گولیاں نہ چلاتے۔"

"تو بتایئے اب میں کیا کروں۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا دل بُری طرح ٹوٹ گیا ہے اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ خودکشی کے بجائے شادی کر لوں۔"

"اس کے علاوہ کچھ اور بھی رہتا ہے ذہن میں۔"

"کیوں نہیں بچوں کی ایک شاندار ٹیم، بچوں کی والدہ محترمہ کا پاندان اور اس کا سارا خاندان.... کہتے ہیں کہ لیلیٰ کو مجنوں کے سسرال کا کتا بھی پیارا تھا۔"

"دماغ مت چاٹو۔"

''آپ نے میرا دل توڑا ہے، میں آپ کا دماغ چاٹوں گا۔''

''میں نے کیوں توڑا ہے۔''

''اتنے دنوں تک جھک مارتا رہا۔ اتنا بڑا خطرہ مول لے کر جے سیکا کو پھانسا انعام کیا ملا، وہی ٹائیں ٹائیں فش۔ ایک تعریفی جملہ بھی زبان سے نہ نکل سکا۔''

''تمہارے اس کمال کا عرصے سے معترف ہوں۔'' فریدی بولا۔ ''تم واقعی عورتوں کو پھانسنے میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ لیکن یہ کوئی ایسا باعزت مشغلہ نہیں کہ اس کی تعریف کی جائے۔''

فریدی نے کار روک دی اور دونوں اتر کر ایک طرف پیدل چلنے لگے۔ یہاں دور تک دورویہ مکانوں کی قطاریں تھیں۔ وہ دونوں تاریکی میں غائب ہو گئے۔

اور پھر ان کی کار کے عقب سے ایک تاریک سایہ ابھر کر آہستہ آہستہ اسی طرف رینگنے لگا جدھر وہ دونوں گئے تھے۔

فریدی اور حمید تعاقب کرنے والے سے بے خبر آگے بڑھتے رہے۔

ایک کافی طویل و عریض لیکن تاریک عمارت کے قریب پہنچ کر وہ دونوں رک گئے۔ سایہ ان کا تعاقب ختم کر کے دوسری طرف چلا گیا۔

پوری عمارت تاریک تھی۔ کسی روشندان یا کھڑکی میں رمق برابر بھی روشنی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔

دونوں نے کھلے ہوئے پھاٹک سے گزر کر پائیں باغ طے کیا اور پورٹیکو کے قریب والی مہندی کی باڑھ کی اوٹ میں دب گئے۔ پھر فریدی نے ایک پتھر اٹھا کر ایک کھڑکی پر مارا۔ شیشہ ٹوٹنے کی آواز آئی اور پتھر سنگین فرش پر گرا۔ اس کے بعد پھر وہی لامتناہی سناٹا.... دس پندرہ منٹ گزرنے کے بعد فریدی نے پھر وہی حرکت دہرائی۔ لیکن کوئی خاص نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ سوائے اس کے کہ شیشوں کی جھنکار اور پتھر کی آواز سے کسی درخت پر بیٹھا اُلو چونک کر چیخنے لگا۔

حمید نے بُرا سا منہ بنایا کیونکہ اُلو کی آواز بھی انہیں چند چیزوں میں سے تھی جس سے حمید کی روح عموماً فنا ہونے لگتی تھی۔

''چیل بول رہی ہے شائد۔'' حمید آہستہ سے بولا۔

''تمہارا بڑا بھائی ہے۔'' فریدی نے کہا۔

"نہیں.... جھوٹ.... آپ تو بڑی دیر سے خاموش ہیں۔"

"چھوڑو.... نہیں کوئی نہیں۔ میرا خیال ٹھیک تھا۔ یہ عمارت اب ویران ہے۔"

"مگر.... وہ کیا.... اوپر دیکھئے۔" یک بیک حمید بولا۔

اوپر کی منزل کی ایک کھڑکی سے کوئی آدھے دھڑ سے نیچے کی طرف جھانک رہا تھا۔ دھندلے آسمان کے پس منظر میں اس کا سر اور شانے صاف نظر آ رہے تھے۔

"اوہ....!" فریدی آہستہ سے بولا۔ "چلو لیٹ جاؤ چپ چاپ۔"

وہ زمین پر لیٹ کر سینے کے بل پورٹیکو کی طرف رینگنے لگا۔

برآمدے میں پہنچ کر دونوں سانس لینے کے لئے رکے۔ اندر کسی قسم کی کوئی آہٹ نہ ملی۔ فریدی نے آگے بڑھ کر دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا جو بغیر کسی آواز کے کھل گیا۔

پھر وہ دبے پاؤں ایک تاریک راہداری سے گزر رہے تھے۔ اچانک فریدی رک گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو۔

دفعتاً ایک تیز قسم کی نسوانی چیخ سنائی دی، جو بتدریج گھٹتی گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے کسی عورت کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ آواز کہیں قریب ہی سے آئی تھی، فریدی تیزی سے ایک طرف جھپٹا۔ حمید نے ریوالور نکال لیا تھا اور اس کے بائیں ہاتھ میں ٹارچ تھی۔

حمید کافی پیچھے رہ گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ٹارچ ضرور تھی لیکن وہ بوکھلاہٹ میں یہ بھی بھول گیا تھا کہ ٹارچ اندھیرے ہی کے لئے ہوتی ہے۔ وہ بھٹکتا رہا اچانک چند دروازوں کے شیشوں سے مدھم سی روشنی دکھائی دی۔ حمید تیزی سے جھپٹا۔ یہ روشنی فریدی کی ٹارچ کی تھی اور وہ ایک عورت کو اپنے داہنے ہاتھ پر سنبھالے اس کی گردن سے رسی کا پھندا نکال رہا تھا۔

دوسرے لمحے میں حمید بھی کمرے کے اندر تھا۔

حمید نے پہلی ہی نظر میں اندازہ لگا لیا کہ وہ ایک قبول صورت اینگلو انڈین لڑکی تھی اور یا تو بیہوش تھی یا مر چکی تھی۔

"ابھی زندہ ہے۔" فریدی نے مڑ کر آہستہ سے کہا۔ "باہر چلو اسے ہوا کی ضرورت ہے۔"

"لیکن....!" حمید ہکلایا۔

"جلدی کرو۔ ٹارچ بجھا دو۔ راستے کا مجھے اندازہ ہے۔" فریدی نے کہا اور بے ہوش لڑکی کو

کاندھے پر لاد لیا۔

باہر پائیں باغ میں بدستور سناٹا تھا۔ فریدی نے اُسے لان پر ڈال کر آہستہ سے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ یہ ابھی ہوش میں آجائے گی۔"

پھر وہ تیزی سے اٹھا اور برآمدے میں پھیلی ہوئی تاریکی میں غائب ہو گیا۔ حمید کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے، جو چیخ اس نے سنی تھی اگر وہ اسی بے ہوش لڑکی کی تھی تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس عمارت میں اس کے علاوہ بھی کوئی اور موجود ہے۔ یا کچھ دیر پہلے تھا اور وہ پھندہ شائد اسی نے اس کی گردن میں ڈالا تھا۔ بہر حال اس کا اس طرح وہاں کھڑے رہنا خطرے سے خالی نہیں دکھائی دیتا۔ حمید بھی اس لڑکی سے تھوڑے ہی فاصلے پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر تک اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی لیکن پھر خیال آیا کہ اس لڑکی کو دیکھنا چاہئے کہیں ہوش آتے ہی شور نہ مچانا شروع کر دے۔

وہ آہستہ آہستہ سینے کے بل کھسکتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ اس کی سانسیں باقاعدگی کے ساتھ چل رہی تھیں اور بظاہر کوئی خطرہ نہیں تھا۔

"آخر وہ کون تھی؟" حمید کے ذہن میں ایک بڑا سا سوالیہ نشان پیدا ہوا۔ اگر وہ انہیں لوگوں میں سے نہیں تھی تو اس کا کیا مقصد ہو سکتا تھا۔ پھر ایک نیا خیال.... ایسا خیال جس نے حمید کو بے اختیار چونکا دیا۔ کہیں وہ جے سیکا تو نہیں ہے؟ جے سیکا بھی اینگلو انڈین ہی تھی اور حمید اس کی اصلی شکل سے نا آشنا تھا۔ وہ ایک بار پھر اس پر جھکا۔ خدوخال بڑے دلآویز تھے اور خصوصاً تاروں کی دھندلی روشنی میں تو وہ ایسی لگ رہی تھی جیسے خواب کی کہر آلود فضا میں کوئی جانی پہچانی سی صورت جس سے ماضی کی کچھ حسین یادیں وابستہ ہوں۔ حمید کا ذہن موجودہ پچویشن کو فراموش کر کے شاعری کرنے لگا، لیکن حسین خیالوں کے تانے بانے جلد ہی ٹوٹ گئے۔ اندر کہیں ایک فائر ہوا تھا اور پھر اس نے ایک چیخ بھی سنی تھی۔

اس کا ہاتھ بے اختیار ریوالور پر گیا لیکن وہ اٹھ نہ سکا کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں کوئی اس پر سوار ہو کر اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ حمید نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے جن میں قوت تو معلوم ہو رہی تھی لیکن نرمی اور نزاکت بھی رکھتے تھے۔ حمید کو زیادہ قوت نہ استعمال کرنی پڑی۔ اس نے اس کے ہاتھ بہ آسانی ہٹا دیئے.... اور پھر سچی بات تو یہ ہے کہ اس کے سارے جسم سے پسینہ

چھوٹ پڑا۔ کیونکہ وہی بے ہوش لڑکی اس پر سوار تھی۔

"جے سیکا ڈارلنگ.....!" حمید آہستہ سے منمنایا۔

وہ اچھل کر ہٹ گئی لیکن اس کے دونوں ہاتھ ابھی تک حمید ہی کی گرفت میں تھے۔

"کتنی حسین رات ہے۔" حمید آہستہ سے بولا۔ وہ یہ بھی بھول گیا کہ اس نے ابھی ابھی فائر کی آواز سنی تھی۔

"سرجنٹ حمید.....!" وہ بڑبڑائی۔

"وہی.....اور اس کے بعد جو کچھ بھی سمجھنا چاہو سمجھ لو۔"

"میری گردن میں کسی نے پھندا لگایا تھا۔"

"جواب بھی برقرار ہے۔" حمید نے کہا۔ "کیا تم فریدی صاحب کا مشورہ بھول گئیں تھیں۔"

"میں مدد کرنا چاہتی تھی۔"

"کیا یہ ہوش میں آگئی۔" قریب ہی کہیں فریدی کی آواز سنائی دی۔ حمید نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے اور خود بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

بدلتے نقشے

"تم آخر مانی نہیں۔" فریدی جے سیکا سے کہہ رہا تھا۔

"میری نیت میں فتور نہیں تھا۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتی تھی۔"

"لومڑی والی گھاتیں مجھ پر نہیں چلیں گی۔" فریدی اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں۔ بہر حال ابھی آپ یقین کرلیں گے۔"

"وہ کس طرح۔"

"میں جانتی ہوں کہ کلاوتی اس عمارت میں موجود ہے۔ وہ بھاگتے وقت اسے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکے۔ میں آپ کے یہاں سے سیدھی یہیں آئی تھی۔"

"لیکن وہ آدمی جس نے تمہارے پھانسی لگانے کی کوشش کی تھی؟" فریدی بولا۔

"ٹھیک ہے! انہوں نے کلاوتی کی حفاظت کے لئے ایک آدمی ضرور چھوڑا ہوگا۔"

"خیر وہ تو ختم ہو چکا۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن کلاوتی؟ وہ اس عمارت میں نہیں۔ پوری عمارت میں ایک لاش کے علاوہ اور کچھ نہ ملے گا۔"

"مگر وہ اتنے بیوقوف بھی نہیں ہو سکتے کہ کلاوتی کو ایسی جگہ چھوڑ جاتے جہاں اس پر بہ آسانی نظر پڑ سکتی۔"

"تم تو یہ کہنا چاہتی ہو کہ یہاں کوئی تہہ خانہ بھی ہے۔"

"جی ہاں....!"

"ہوں.... اچھا تو آؤ۔"

"میں آپ کے احسان کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں۔" جے سیکا اٹھتی ہوئی بولی۔

"کیسا احسان....؟" فریدی نے پوچھا۔

"یہی کہ آپ نے مجھ پر قابو پانے کے باوجود بھی پولیس کے حوالے نہیں کیا۔"

فریدی خاموشی سے چلتا رہا۔

اندر پہنچ کر جے سیکا سارے کمرے روشن کرتی گئی۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم اس عمارت سے اچھی طرح واقف ہو۔" فریدی نے کہا۔

"جی ہاں اور اسی حماقت کے نتیجے میں مجھے پھانسی کا پھندا نصیب ہوا تھا۔ لیکن اگر میں اتنی چھان بین نہ کرتی تو اس تہہ خانے تک پہنچ بھی نہ سکتی تھی۔"

ایک کمرے میں حمید نے ایک لاش دیکھی جسکے سینے سے خون ابل کر فرش پر پھیل گیا تھا۔

"یہ محض اپنی حماقت سے مرا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"کس لئے۔"

"خواہ مخواہ لپٹ پڑا تھا اور یہی نہیں! یہ ریوالور بھی نکال لیا تھا لیکن اس کا علم نہیں تھا۔ اندھیرے میں جدوجہد ہو رہی تھی۔ دفعتاً ریوالور چل گیا۔ نال اسی کے سینے کی طرف تھی۔"

"میں سمجھی تھی شائد....!"

"نہیں میں بلاوجہ اپنا ہاتھ رنگنا پسند نہیں کرتا۔" فریدی بولا۔

جے سیکا ایک جگہ رک گئی۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر دیکھتی رہی پھر جھک کر فرش پر بچھا ہوا قالین

اٹھانے لگی۔

چند لمحوں بعد فریدی اور حمید ایک چوکور پتھر کی سل ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے جس کا رقبہ سولہ مربع فٹ رہا ہوگا۔ بمشکل تمام وہ اسے فرش کی سطح سے ابھار سکے۔

تہہ خانے میں پہنچنے کے لئے انہیں چودہ سیڑھیاں طے کرنی پڑیں۔ فریدی کے ہاتھ میں ٹارچ تھی اور وہ جے سیکا کے پیچھے تھا اور پھر حمید۔

سامنے ایک بڑی سی مسہری تھی جس کے چاروں طرف پلنگ پوش اس طرح لٹک رہا تھا کہ اس کے پائے بھی نہیں دکھائی دے رہے تھے، جے سیکا نے سوئچ دبا کر بلب روشن کر دیا۔

مسہری پر گونگی کلاوتی بیہوش پڑی تھی۔

"دیکھا آپ نے۔" جے سیکا فریدی کی طرف مڑی۔

"کچھ اور بھی دیکھ رہا ہوں۔" فریدی بھنویں تان کر بولا۔ اس کی نظریں مسہری پر پڑے ہوئے پلنگ پوش کے ایک کونے پر جمی ہوئی تھیں۔ دفعتاً جے سیکا اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔ ساتھ ہی حمید کی نظر اس پستول پر پڑی جو جے سیکا نے نکال لیا تھا اور اسکا رخ انہیں دونوں کی طرف تھا۔

"اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا۔" اس نے فریدی اور حمید کو للکارا۔

پھر پلنگ پوش کے لٹکتے ہوئے گوشے ہٹے اور مسہری کے نیچے سے پانچ آدمی نکل آئے۔ اور ان میں ایک بڑی مونچھوں والا بھی تھا انہوں نے فریدی اور حمید کو گھیرے میں لے لیا۔

"انس.... پکٹر.... فریدی۔" جے سیکا نے منہ ٹیڑھا کر کے کہا اور پھر یک بیک ہنس پڑی۔

"خوب....!" فریدی بھی جواباً مسکرایا۔ البتہ حمید پر بوکھلاہٹ کا دورہ پڑ چکا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یک بیک یہ کیا ہو گیا۔ وہ ابھی تک جے سیکا کو دوست سمجھ رہا تھا اور چند گھنٹے پیشتر اسی بڑی مونچھ والے نے ان دونوں پر کار میں گولیاں چلائی تھیں۔ جے سیکا اس کی دشمن تھی۔ لیکن اب یہ کیا ہو گیا۔

"اب یہ تہہ خانہ....!" جے سیکا نے کہا۔ "تم دونوں کا مقبرہ بنے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" فریدی ہنس کر بولا۔ "اور تم جیسے لوگ کبھی کبھی آکر یہاں قوالیاں بھی کیا کریں گے۔"

ایک پل کے لئے جے سیکا کے چہرے پر تحیر کے آثار پیدا ہوئے لیکن پھر اسی طرح مٹ

گئے۔ جیسے بادل کے کسی ٹکڑے کی وجہ سے ایک لحظہ کے لئے دھوپ نکل کر غائب ہو جائے۔

"تم خود کو بہت چالاک سمجھتے تھے۔" جے سیکا بولی۔ "لیکن حقیقتاً تم احمق ہو۔"

"احمق نہیں بلکہ گاؤدی کہو۔" فریدی مسکرایا۔

"تم سوچتے ہو گے کہ یک بیک یہ کیا ہو گیا۔"

"یہ میں نے تھوڑی دیر قبل سوچا تھا۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم شائد یہ سمجھتی ہو کہ میں تمہارے اور شیر سنگھ کے سمجھوتے سے واقف نہیں تھا۔ بھولی عورت فریدی کسی مجرم کو اس طرح نہیں چھوڑا کرتا جیسے اس نے چند گھنٹے پیشتر تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ مجھ سے سنو پورا واقعہ۔ اپنے بدصورت ساتھی کو تمہیں نے قتل کیا تھا۔ وہ ذرا کمزور دل کا آدمی تھا نا۔ تم نے سوچا کہ کہیں وہ پولیس کے ہاتھوں میں پڑ کر سارا راز نہ کھول دے۔ تم اس رات اسے اس عمارت میں لے گئی تھی تمہیں اپنی کچھ چیزیں وہاں سے نکالنی تھیں۔ تمہارے ساتھی نے عمارت کی عقبی دیوار کی کچھ اینٹیں نکالیں اسی دوران میں اس کا انگوٹھا زخمی ہو گیا۔ اس دیوار میں مقتول ہی کے خون بھرے انگوٹھے کے نشانات تھے، جنہیں میں نے قاتل کے انگوٹھے کے نشانات کی حیثیت سے شہرت دی تھی، ننھی لڑکی ابھی تمہاری ذہانت اس سطح پر نہیں پہنچی جہاں وہ مردوں کو دھوکا دے سکے پھر تم نے وہ تصویر بھیج کر مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی۔ اسی دوران میں اچانک تمہیں وہ مل گیا جس کی تمہیں تلاش تھی یعنی شیر سنگھ۔ تم نے اس سے سمجھوتہ کر لیا۔ ادھر سرجنٹ حمید بھی اپنی حماقت سے تمہارے چکر میں پڑ گیا تھا۔ پہلے دن تم نے اسے نہیں پہچانا، لیکن دوسری رات کو تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ سرجنٹ حمید ہے۔"

جے سیکا خاموش کھڑی رہی۔ حمید فریدی کو گھورنے لگا تھا۔

"حمید کی یہ ایک بہت بڑی کمزوری ہے کہ وہ خواب میں بڑبڑایا کرتا ہے، بہرحال سوتے وقت اس نے اپنا راز غیر شعوری طور پر اگل دیا۔ اسکے بعد تم نے شیر سنگھ سے مل کر مشورہ کیا۔ اس نے رائے دی کہ فریدی اور حمید کو راستے سے ہٹا دیا جائے، ورنہ کلاوتی میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی ہاتھ سے نکل جائے گی۔ بہرحال اسی کے مشورے کے مطابق تم نے حمید کو تصویر والے معاملے پر آمادہ کیا۔ پھر شیر سنگھ نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت تم دونوں پر فائر کئے۔ کیوں ہے نا یہی بات۔"

فریدی نے خاموش ہو کر مجرموں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔ وہ بے حس و حرکت کھڑے

ہوئے تھے۔

"تم نے دیدہ دانستہ۔" فریدی نے جے سیکا کو مخاطب کیا۔ "حمید کو اپنا پستول چھیننے دیا تھا.... اور ہاں یہ تو بتانا ہی بھول گیا کہ تمہیں اس بات کا شبہ ہو گیا تھا کہ میرے اور آدمی بھی اکثر تمہارے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اس وقت.... اس وقت تم نے اپنے گلے میں رسی کا پھندا اسی لئے ڈالا تھا کہ مجھے ٹٹول سکو۔ یہ معلوم کر سکو کہ میں تنہا ہوں یا میرے ساتھ پولیس بھی ہے، اگر تمہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے ساتھ پولیس بھی ہے تو تم مجھے اس تہہ خانے میں نہ لاتیں اور اب تم ہم دونوں کو مار ڈالو تاکہ کلاوتی کے بالغ ہونے کا وقفہ پورا ہو جائے، میری زندگی میں تو یہ ناممکن ہے کہ وہ بالغ ہونے سے پہلے ہی اپنے خاندان میں واپس نہ پہنچ جائے۔"

"تمہاری یہ آرزو ضرور پوری کی جائے گی۔" جے سیکا نے قہقہہ لگایا۔ ساتھ ہی اس نے پستول کا ٹریگر بھی دبا دیا۔ لیکن فائر کی بجائے صرف ایک ہلکی سی آواز ہوئی۔ فریدی پھرتی سے چند قدم پیچھے ہٹا.... اب اس کے ہاتھ میں اعشاریہ تین آٹھ کا ریوالور تھا اور وہ سب ہی اس کی زد میں تھے، جے سیکا بوکھلاہٹ میں ٹریگر دباتی ہی چلی گئی لیکن نتیجہ وہی صفر۔

فریدی نے قہقہہ لگایا۔

"ننھی لڑکی! میں تمہارے بس کا روگ نہیں۔ تمہارے پستول کی گولیاں اسی وقت نکل گئی تھیں، جب میں نے تمہیں رسی کے پھندے سے نکال کر کاندھے پر لادا تھا۔"

"جے سیکا ڈارلنگ۔" حمید نے نعرہ لگایا اور اچھل کر جے سیکا کو دبوچ لیا۔

فریدی کی نظر بہک گئی۔ وہ صرف آدھ سیکنڈ کے لئے حمید کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ شیر سنگھ اس سے لپٹ پڑا تھا۔ پھر اس کے چاروں ساتھیوں نے بھی یلغار کر دی۔ حمید کو بوکھلاہٹ میں کچھ نہ سوجھا تو جے سیکا کو دبوچے ہوئے مسہری کے نیچے گھس گیا۔ وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر اسے گالیاں دے رہی تھی۔

تھوڑی دیر تک وہ چیختی رہی پھر خاموش ہو گئی۔ ادھر فریدی ان پانچوں سے گتھا ہوا تھا۔ دفعتاً مسہری کے نیچے سے فائر ہوا اور شیر سنگھ کے ساتھیوں میں سے ایک اچھل کر دور جا پڑا اور پھر فائر ہوا دوسرا اپنی ران دبائے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

"ابے او سور ذرا دیکھ بھال کر۔" فریدی چیخا۔

اُب اس کے مقابلے میں صرف تین رہ گئے تھے۔ فریدی کبھی ان کی گرفت میں آجاتا اور کبھی نکل جاتا۔ حمید نے مسہری کے نیچے سے پھر فائر کیا۔ تیسرے کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

"کیا کر رہا ہے.... باہر نکل گدھے۔" فریدی پھر چیخا۔

اتنے میں اس کا گھونسہ شیر سنگھ کی کنپٹی پر پڑا اور وہ بھی ڈھیر ہو گیا۔

"خبر دار....!" حمید نے باہر نکل کر للکارا۔

فریدی نے قہقہہ لگایا۔ "اب دیواروں کو للکار رہے ہو سور۔"

فریدی نے باقی بچے ہوئے ایک آدمی کی ٹانگ پکڑ لی، جو سیڑھیوں کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اس کے گرتے ہی حمید نے سر پر ریوالور کا کندہ رسید کر دیا۔ وہ بھی بے ہوش ہو گیا۔

"تمہاری بدولت۔" فریدی حمید کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتا ہوا بولا۔ "اتنی دھینگا مشتی کرنی پڑی۔"

"آپکی بدولت... میرا ارمان کرکرا ہو گیا۔ اگر میں اسے بیہوش نہ کر دیتا تو وہ پھر نکل بھاگتی۔"

"ہوں....!" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "جب تک یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ اس کا پستول خالی ہے جان نکلی ہوئی تھی۔"

"جی نہیں میں اس کا پستول چھین لینے کی فکر میں تھا۔" حمید تڑ سے بولا۔

"مسہری کے نیچے کیوں گھسے تھے۔" فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔ "یہ کیا لغویت تھی۔"

"میں نے سوچا کہ کہیں اس دھینگا مشتی میں دب کر ٹوٹ پھوٹ نہ ہو جائے۔ آخر کو عورت ہی ہے بیچاری۔"

حمید نے مسہری کے نیچے ہاتھ ڈال کر جے سیکا کو باہر گھسیٹ لیا وہ بے ہوش تھی اور اس کے ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا۔

"جنگلی....!" فریدی اسے گھور کر بولا۔

"اب میں کیا کروں! لاکھ بچانے کے باوجود بھی پنکچر ہو گیا۔ جے سی ڈارلنگ یو۔ آر ونڈر فل بٹ آئی ایم اے فائٹنگ بل۔ فرام کابل۔ ناؤ بی کام اینڈ پیس فل....!"

"چپ رہو....!" فریدی نے ڈانٹا۔

"بالکل.... بالکل....!" حمید نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اچھل کر نعرہ لگایا۔

"اس جنگ کا ہیرو میں ہوں۔ سرجنٹ حمید۔۔۔۔زندہ۔۔۔۔باغ۔۔۔۔خ۔۔۔۔خ۔۔۔۔!"

وہ اس زور سے چیخا کہ حلق چھل گیا اور کھانسی آنے لگی۔

فریدی نے اس کی پیٹھ پر ایک گھونسہ جڑ دیا۔

"جاؤ! اوپر بڑے کمرے میں ٹیلی فون ہے۔ پولیس کو اطلاع دے دو۔"

"ارے تو کیا۔۔۔۔واقعی آپ نے پولیس کا انتظام نہیں کیا تھا۔" حمید بولا۔

"نہیں بیٹے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ آج ہی کامیابی نصیب ہو جائے گی اور جو کچھ میں نے ابھی جے سیکا سے کہا تھا اس میں زیادہ تر بلف تھا جو کامیاب رہا۔"

"اور وہ خواب میں بڑبڑانے والی بات۔"

"میں بہت عرصے سے تمہیں خواب میں بڑبڑاتے سنتا آرہا ہوں اور قریب قریب روز ہی تم یہ جملہ بڑے ڈرامائی انداز میں دہراتے ہو کہ میں سرجنٹ حمید ہوں۔ میں دنیا کا مشہور ترین آدمی ہوں۔ چلو جلدی کرو، پولیس کو فون کردو۔ یہ بیچاری کلاوتی ابھی تک بے ہوش ہے۔ شائد اسے کوئی خواب آور دوا دی گئی ہے۔"

"لیکن آپ یہ جانتے تھے کہ وہ شیر سنگھ سے ملی ہوئی ہے۔"

"ہاں یار جاؤ بھی! وقت مت برباد کرو۔ میں اس کی طرف سے غافل نہیں تھا۔"

ختم شد